ریحانہ آفتاب

عید تمہارے سنگ پیا

PDFBOOKSFREE.PK

ریحانہ آفتاب

عشق تم سے سنگ پیا

"ملیحہ ہارون! مشہور و معروف فیشن ڈیزائنر اور کچن میں؟" استعجابیہ آواز پہ اس کا سر میکانکی انداز میں گھوما۔ اسکائی بلو جینز پہ ہم رنگ شرٹ پہنے وہ اچھا لگ رہا تھا۔ کف کے بٹنز کھلے ہوئے تھے۔ خوبصورت ہیئر کٹ کے ساتھ تازہ شیو کی نیلاہٹیں لیے بے حد فریش نظر آرہا تھا۔ سحر انگیز مسکراہٹ لبوں پہ رقصاں تھی۔ شوخ نگاہیں اس کا طواف کررہی تھیں۔

"کچن میں موجودگی پہ حیرانی کیوں؟ کیا میں لڑکی نہیں ہوں؟" وہ پلٹ کر اوون سے چاکلیٹ پیسٹری

ناولٹ

نکال رہی تھی۔

"شکر ہے تم لڑکی ہو، ورنہ میرا کیا ہوتا؟" اب وہ فریج کے اندر جھانک رہا تھا۔

"تمہیں خبر تھی بھابی کو ڈراپ کرنے میں آرہا ہوں؟" اس نے فریج سے ٹرائفل کریم سوفلے کی ڈش نکال لی جو اس نے ایک گھنٹے پہلے بنا کر فریج میں رکھا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں اورنج جوس کا ٹن پیک تھا۔ اسپون اسٹینڈ سے چمچ لے کر وہ ٹرائفل ڈرائی کررہا تھا۔

"ہوں۔ اچھا ہے۔" ساتھ ہی کمنٹ سے بھی نوازا گیا۔ ٹن کھول کر لبوں سے لگالیا۔

"ہزاروں دیکھے مگر تم جیسا "مہمان" نہیں دیکھا۔" خشمگیں نظروں سے گھورتے اس نے ٹرائفل کی ڈش جھپٹ لی۔ وہ "تھوڑا سا اور تو کھانے دو۔" کہتا رہ گیا۔

"وہ لوگ جب کافی گپ کے بعد ملیں تو پہلے ایک دوسرے کا حال پوچھتے ہیں فار سیلفی بٹھاتے ہیں مگر تم۔" "وہ ٹرالی میں ریفریشمنٹ سجارہی تھی۔

"واقعی میں نے کافی بدتہذیبی کا ثبوت دیا۔ ڈونٹ وری، ابھی سب ٹھیک کرلیتا ہوں۔" اس نے ٹن شیلف پہ رکھ کر دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑ کر دایاں ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"ہیلو میم! میں اذون ارتضیٰ ہوں" آپ کی سوئیٹ سسٹر کا نامیس دیور۔ جسے آپ دو سالوں سے جانتی ہیں اور جہاں تک میری یادداشت کام کررہی ہے پچھلے ڈیڑھ برس سے ہم دونوں ایک دوسرے کی محبت میں سرتاپا جلتا ہیں۔ مہینے میں ان گنت بار ملتے بھی ہیں۔ گھنٹوں آن لائن ہوتے ہیں۔ سو یہ پوچھنا ہے آپ کیسی ہیں؟"

"میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا۔" اس کی بات کاٹ کر ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔

"میں تو "فار سیلفی" بٹھا رہا تھا۔"

"تم یونہی بے ترتیب ٹھیک ہو۔" اس نے زچ ہوکے ہاتھ جوڑ دیے۔

"نوازش مگر آپ سنوری ہوئی کافی اچھی لگ رہی ہیں۔" بلیک سوٹ، بلیک اینڈ اسکائی بلو پرنٹڈ دوپٹہ لہو کھلے بالوں میں وہ اس کی نظروں میں تھی۔

"تم ٹرالی لاؤنج میں لے جاؤ۔" وہ سامنے سے آتی ملازمہ سے گویا ہوئی۔ وہ حکم کی تعمیل کو چل دی۔ اذون ارتضیٰ نے اورنج جوس کا ٹن اس کی طرف بڑھایا جس

نے قدم لیا۔

"آپ بن میں ڈالو، مجھے دینے کی کیا ضرورت
شوخی آنکھوں میں شرارت تھی۔
"میرا مقصد کچھ اور ہے۔"

"کیا؟" وہ انجان بن کر استفسار کرنے لگی۔

"کیا اب ہر بات میں ہی بتاؤں؟ مجھے نہیں آتا تم
جیسی لڑکی مجھ سے محبت کیسے کرتی ہے؟"

"بہت ہمدرد دل رکھتی ہوں نا، سو تم پہ ترس آگیا
تھا۔" وہ بے ساختہ ہنس دیا۔ وہ ٹن فریج میں رکھنے
لگی۔ "تو اے؟" استفسار ہوا۔

"تم جیسا بے شرم بندہ سامنے ہے اور میرا شرم
سے نیلا پیلا پڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ سو آپ کا
"مقصد" پورا ہو جائے گا مگر آپ کی غیر موجودگی
میں۔"

"بہت بری شے ہو تم۔" بھرپور مسکراہٹ نے

چہرے کا جائزہ لیا۔

سنڈے کے باعث سب ہی گھر میں تھے۔ لاؤنج میں ماما اور سیما گفتگو میں مصروف تھیں۔ ان سے ذرا فاصلے پہ پپا اور ابرار خالصتاً "بزنس ایشوز" ڈسکس کر رہے تھے۔ وہ ماما اور سیما کی طرف بیٹھ گئی جبکہ ازون ارتضیٰ کا رخ پپا اور ابرار کی طرف تھا۔ فارملٹی کے بعد پپا اور ابرار پھر سے اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے اور وہ برے برے منہ بنا رہا تھا۔ کافی میں شوگر مکس کرتے اس کی نظریں اس پہ بھی تھیں۔ اس کی بے بسی پہ خوب محظوظ ہو رہی تھی۔ جانتی تھی بزنس کا ذکر اسے کتنا گراں گزرتا ہے۔

"تھینکس بیٹا!" کافی کا مگ اس کے ہاتھ سے لے کر پپا ازون ارتضیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"یو نو کل اسٹاک ایکس چینج کی صورت حال زبردست تھی۔ شیئرز کی خرید و فروخت ریکارڈ توڑ ہوئی ہے۔"

"مجھے نہیں پتہ۔" اس کے لاعلمی کے اظہار پہ پپا کے چہرے پہ ایک لمحے کو ناگواری در آئی۔ بلیجا ہارون کو بھی اس کے جواب نے گھورنے پہ مجبور کر دیا۔ یہی تو موقع ہوتا ہے جب وہ اپنی "علمیت" کی دھاک بٹھا سکتا تھا۔ "بزنس لورڈ" کے سامنے یہ بے زاری یقیناً مضر صحت تھی۔ اس نے ابرار کو مگ تھمایا۔

"کل اسٹاک ایکس چینج نے بے حد منافع بخش کاروبار کیا۔ حصص اور..." ابرار گویا تھا اور وہ کمال درجے کی بے نیازی سے گویا ہوا۔

"ابرار بھائی! پلیز چینج دا ٹاپک۔" ابرار کے ساتھ ایک لمحے کو سب ہی ٹھٹک گئے۔ ماما سیما بھی متوجہ ہو گئیں۔ بلیجا ہارون کسی قدر پھیکی پڑ گئی۔

"مجھے نفرت ہے بزنس اور بزنس کی باتوں سے۔ کیا ہمارے پاس کرنے کو اور کوئی بات نہیں ہے؟" وہ معصومیت سے استفسار کر رہا تھا۔

"ڈسکس کرنے کو تو اور بھی بے شمار ٹاپکس ہیں مگر ہر ٹاپک ہمیں کھانے کو نہیں دیتا۔" پپا کا لہجہ اچھا خاصا اکھڑا اکھڑا ہو گیا۔ ماما نے سچویشن کو کنٹرول کیا۔

"ازون! تم یہاں ہمارے پاس آؤ۔ سیما بتا رہی ہے کہ تم کل بزنس [illegible] جا رہے ہو؟" وہ دوستوں کے ساتھ
"ان سے کہو کیا چاہیے وہ؟" انہیں [illegible] وہ فوراً ان سے پیچھے کے پاس سے اٹھ گیا۔

"یہ حال ہے ان کا۔ بزنس کی باتیں بھی کرنے سے جاتا ہے۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے، انہیں خبر ہی نہیں ہوتی ہے۔ تف ہے ایسے لوگوں پہ جو اپنی صلاحیتوں کو ہوتے کارآمد کر کچھ کر کھانے کا عزم نہیں رکھتے۔ صد شکر کہ اس کا بھائی اور ہمارا داماد عاشر اس پہ نہیں گیا۔ سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونے کا یہ مقصد نہیں کہ فورٹ بنے عقلوں عیاشی کرتے پھریں۔ جب سٹو دوستوں کے ساتھ ٹرپ ہوتے ہیں تو عاشر کا بچپن ہے جو وہ اسے کچھ کہتا نہیں۔ اتنا بڑا بزنس اکیلے سنبھالنا کوئی آسان بات ہے۔ احساس کرنا چاہیے اسے۔ غیر ذمہ داری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ بنے گا کیا ایسے لڑکوں کا۔"

"پپا! کول ڈاؤن۔ ناحق آپ اپنا خون جلا رہے ہیں۔ ہمیں عاشر سے مطلب ہے کہ وہ ہماری بہن کو پسند ہے اور بہت سمجھ دار ہے۔ رہا ازون، رہنے دیں، یہ ہمارا لگتا کیا ہے۔" ابرار پپا کو نرمی سے سمجھا رہا تھا۔

"ازون جیسے ایم بی ایس ڈگری ہولڈر کو دیکھ کر لگتا ہے انہوں نے ڈگری صرف شو آف کرنے کو لی ہے۔ ہماری سوسائٹی میں ایسے کتنے ہی ٹیلنٹڈ لڑکے ہیں جو مصائب کی چکی میں روز پس رہے ہیں۔ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ اپنی ایجوکیشن کمپلیٹ کر کے ڈگری کے بل بوتے۔ اچھی پوسٹ پہ بیٹھ کر کچھ کر دکھائیں۔ ازون جیسے لوگوں کو ڈگری کی بھی کیا ضرورت ہے، ان کا مقصد تو فقط وقت گزاری ہی ہے۔ وجاہت کے بعد عاشر تھا جس نے بزنس کو پروان چڑھایا۔ اگر آج عاشر اسے جائیداد سے بے دخل کر دے تو محترم رہیں گے کہاں، کھائیں گے کیا؟ کچھ کر تو سکتے نہیں کہ بزنس اور بزنس مین دونوں انہیں ناپسند ہیں۔ مجھے تو ایسے لوگوں کی موجودگی سے بھی کوفت ہوتی ہے۔" پپا دھیمے لہجے میں غصے سے کہے جا رہے تھے۔ ابرار انہیں کول ڈاؤن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لاؤنج کے

دوران ازوان ارتضیٰ ماما اور سیجا ...کرنے میں ان کی باتیں بگھار رہا تھا۔ پاپا اور ابرار کے ساتھ باتیں ملیحہ ہارون بھی سن رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
...ے پہ ایمان کی حد تک یقین رکھتے

تھے۔ پاپا جیسے ... تک کامرس میں ہاٹ کیک کی سی اہمیت رکھتے تھے۔ کامیابی، نام، بے پناہ عزت، بے تحاشا ... نے طشت میں سجا کر انہیں پیش نہیں کیا ... عزت، دولت، شہرت کے پیچھے ان کی انتھک ... اور کوشش کا بڑا عمل دخل تھا۔ پاپا کا ہمیشہ سے ... ارادہ ہوتا تھا "یہ کرنا ہے" اور پھر وہ کر گزرتے ... انہوں نے جس چیز کے لیے جدوجہد کی اللہ نے ... نواز دیا۔ پاپا خود کو خوش قسمت تھے اور انہیں ایسے ہی ...تے تھے۔ تینوں بچوں کی پرورش پاپا نے عام ڈگر ... ہٹ کر کی تھی۔ سیجا ماہر کاناوجسٹ تھی۔ ابرار ... کرنے کے ساتھ ہی پاپا کے ساتھ بزنس ... اور پارٹنر اٹینڈ کرتا رہا تھا۔ ایم بی اے کی ڈگری ... بعد وہ بزنس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا چکا تھا۔ پاپا کو اس ... فائدہ ہوا کہ پہلے ان کی دو فرم تھیں، تیسری فرم کا ... انہوں نے چند سال پہلے ہی کیا تھا۔ سب سے ... ملیحہ ہارون تھی جو "اسٹائلش بوتیک" کی روح ... تھی۔ پچھلے ماہ برائیڈل فیشن شو میں اس نے ... دیا تھا اور اسے ونر کے ٹائٹل سے نوازا گیا تھا۔ ... بچوں کی کامیاب لائف سے پاپا بے حد مطمئن تھے۔ دو سال پہلے سیجا کی شادی عاشر سے ہوئی تھی۔ عاشر اور سیجا کی ملاقات بزنس ڈنر میں ہوئی تھی۔ عاشر کے پرپوزل پہ پاپا نے ہاں کا ووٹ دیا تھا کیونکہ عاشر بزنس کا چمکتا ستارہ تھا۔ چھ ماہ پہلے ابرار کا بھی نکاح ہوا تھا۔ ندا ماما کی چہیتی بھانجی تھی۔ رخصتی ندا کے لاء کمپلیٹ کرنے پہ ہونی تھی۔

☼ ☼ ☼

ازوان ارتضیٰ ملیحہ ہارون کی محبت میں مبتلا ہونے کا جرم کر بیٹھا تھا۔ ملیحہ ہارون بھی کچھ کر دکھانے کا عزم رکھنے والی لڑکی اسے متاثر کر گئی تھی۔ اس کی شخصیت میں بھی مقناطیسیت تھی کہ ملیحہ ہارون اپنے دل کو اس کی طرف کھنچنے سے روک نہ سکی۔ ازوان ارتضیٰ ہر طرح سے مکمل تھا مگر پروفیشن کریز، بزنس، ان باتوں کا تذکرہ ہوتے ہی اس کی پیشانی شکن آلود ہونے لگتی تھی۔ وجاہت انکل کی حادثاتی موت کے بعد عاشر نے اسے بھائی نہیں بلکہ بیٹے جیسی محبت دی تھی۔ بقول سب کے یہی لاڈ اس کے لیے مضر ثابت ہو رہے تھے۔ ایم بی اے کے بعد پریکٹیکل لائف میں آ کر بھی اس کے شب و روز میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ وہی یار دوستوں میں وقت گزارنا، ہوٹلنگ کرنا، ٹورسٹ بنے ملکوں ملکوں وزٹ کرنا اس کا دل پسند مشغلہ تھا۔ مما اور سیجا نے کئی بار اسے بزنس کی دنیا میں قدم رکھنے کو کہا مگر وہ "بھائی ہیں نا" کہہ کر پھر کسی ملک کی خاک چھاننے چل دیتا۔ آج سے پہلے ملیحہ ہارون کو اس کی ذات کی یہ خامی اتنی بری کبھی نہیں لگی تھی مگر شام کو ازوان ارتضیٰ کے لیے پاپا کے کمنٹس نے اسے سوچنے پہ مجبور کر دیا تھا۔ پاپا اور ازوان ایک دوسرے کی ضد تھے۔ اگر یہ تضاد یونہی چلتا رہتا تو یقیناً اس کی ذات بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتی۔ حقیقت کو اس نے کھلی آنکھوں سے دیکھا تو اسے لگا پاپا کا کہنا غلط نہیں۔ کل کس نے دیکھا ہے جو ہے وہ آج اور ابھی ہے اور جس نے "آج" اور "ابھی" سے فائدہ نہیں اٹھایا، اس کے لیے یقیناً "کل" بھی بے معنی، بے کار ہو گا۔

☼ ☼ ☼

"کیا کر رہے تھے؟" رات اس کا فون آ گیا۔

"نیٹ پہ بیٹھا تھا، کافی انتظار کروایا تم نے۔"

"ایک ماڈل کا ڈریس اسکیچ کر رہی تھی، سب تمہاری طرح فری تو ہوں نہیں۔" اس نے لطیف سا طنز کیا۔

"کل تم ہارٹس جا رہے ہو؟"

"ہوں! نہا تو چلو گی؟ پھر جو فی سے آفری۔"
"تم بار جا بھی ہوں کتنے دن کا ٹرپ ہے؟" استفسار
کیا۔
"ہفتہ عشرہ تو یقیناً۔ تم نہیں سکتے دوستوں کا موڈ جس
سائیڈ پر بنے گا ہم اسی پہ سفر کریں گے۔"
"تمہیں کے بعد؟" پہانے اس پہ سوچ کے در کھول
لیے تھے۔
"تم تک ہی تو کس کو۔ کیا ڈر لگ رہا ہے کہ میں بدل
جاؤں گا؟ ماریشس بہت خوبصورت جگہ ہے' وہاں
حسن بھی بے حد ہے۔ اس سے پہلے بھی تو میں کئی
جگہوں پہ گیا ہوں۔ تب تو تم نے بے اعتباری نہیں
جتائی تھی تو ابھی تمہیں ڈر نہیں لگا؟"
"ڈر مجھے نہ تب لگ رہا تھا نہ اب لگ رہا ہے۔
بے اعتباری نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ مجھے یقین ہے جو
چیز میری ہے وہ مجھے ملے گی۔"
"ویری گڈ۔" اس نے سراہا۔
"تم اپنے پروفیشن کو کب سیریسلی لو گے؟" اب
کے اس نے تحمل سے استفسار کیا۔
"سب کچھ تو ٹھیک چل رہا ہے۔" انداز ٹالنے والا
تھا۔
"پھر بھی تمہیں سوچنا چاہیے۔"
"سوچ لوں گا' پروفیشن اور کیریئر کے لیے وقت
بہت ہے۔" اس کا لہجہ لاپروا تھا۔
"کبھی کبھی وقت ریت کی طرح مٹھی سے نکل جاتا
ہے اور خبر بھی نہیں ہوتی۔" انداز ناصحانہ تھا۔
"کیا ہو گیا؟ اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟ کل میں جا رہا
ہوں' بجائے پیار و محبت کی بات کرنے کے تم۔۔۔"
اس کا موڈ آف ہونے لگا۔
"میں نے کچھ غلط نہیں کہا تم سوچو تو بزنس۔۔۔" وہ
برین واشنگ کی کوشش کر رہی تھی اور وہ رابطہ منقطع
کر چکا تھا۔ تاسف سے سر ہلاتے اس نے ری ڈائل کا
بٹن پریس کیا۔
"اوزی! کیا بچپنا ہے۔ بات کرنی ہے تو بولو' ورنہ میں
بند کر رہی ہوں فون۔" وہ خاموش تھا۔ ناچار اسے

وعدہ کرنا پڑا۔
"بات کروں گا' پہلے وعدہ کرو موڈ خراب کرنے والی
بات نہیں کرو گی؟" انداز ضدی تھا۔ بمشکل مسکرا کر
اس نے کہا۔
"وعدہ رہا۔" تن کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ جانتی
تھی وہ چکنا گھڑا ہے آہستہ آہستہ ہی قابو میں آئے گا۔
پہانے اسے ازون ارتضیٰ کے کیریئر کی فکر میں مبتلا
کر دیا تھا۔ اس میں اس کا مفاد جو پوشیدہ تھا۔

⊛ ⊛ ⊛

ڈیڑھ ماہ کا عرصہ بیت گیا تھا اور ازون ارتضیٰ اب
تک دیار غیر کی بھول بھلیوں میں کھویا ہوا تھا۔ آج
کل وہ کہاں ہے؟ یہ اس کے ای میل سے پتہ لگتا تھا۔
یلیحا ہارون اس کی موجودہ روش سے گھبرانے لگی
تھی۔ سیر و تفریح کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ یہ باتوں باتوں
میں اس نے سینا کو کہا بھی تھا۔
"آپ لوگ ازون کو روکتے ٹوکتے نہیں؟ بے
مصرف گزارے وقت کا احساس دلائیں۔"
"مما اور میں ہر بار سرزنش کرتے ہیں اور اگلی بار وہ
پھر کہیں جانے کو تیار رہتا ہے۔ اس پہ کسی کی بات اثر ہی
نہیں کرتی۔ عاشر اس پہ سختی نہیں کرتے' وہ انہیں بے
حد پیارا ہے۔ مما ازی کو ڈانٹتی ڈپٹتی ہیں تو عاشر اس کی
حمایت کرتے ہیں کہ ابھی چھوٹا ہے۔"
"اب اتنا بھی چھوٹا نہیں ہے تمہارا دیور۔" وہ چپ ہو
گئی۔ فون پر بات کرتے ہوئے وہ کچھ کام نپٹا رہی تھی۔
تب ہی گلاس ڈور دھکیل کر ازون ارتضیٰ نے
"اسٹائلش بوتیک" کے اندر قدم رکھا۔ اس کی چلتی
زبان ایک لحظے کو رک گئی۔ مسٹرڈ جینز میں وہائٹ
شرٹ پہنے سن گلاسز آنکھوں پہ چڑھائے بے حد
فریش نظر آ رہا تھا۔ وہ پھر سے اپنے کام کی طرف متوجہ
ہو گئی۔
"آپ تشریف رکھیں سر!" رینا اس کی سیکریٹری
تھی۔ ازون ارتضیٰ سے بڑی حد تک آشنا تھی۔ وہ اکثر
وزٹ پر آتا رہتا تھا۔

ہوش اڑے۔ "وہ رنگ کے ملبوسات کو دیکھ رہا آنکھوں میں پسندیدگی کے رنگ گہرے کر گئے تھے ہے کہ وہ اس تک آئی۔

"تم؟" سامنے دیکھ کر آنکھیں چمکنے لگیں۔

"کب آئے؟" دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے وہ اسٹ میں اس کے سامنے تھی۔ اس نے بے ساختہ اپنی پسند کی رسٹ واچ پہ نظر ڈالی۔

"پچیس منٹ پہلے، سامان رکھنے کے بعد تم تک۔" نظریں ہنوز اس پہ جمی تھیں۔

"ہوں... ایسے دیکھ رہے ہو کوئی خاص بات؟" مسکرا کر اس نے گلاسز سر پہ ٹکایا۔

"پوری پگلی ہو تم۔" انداز محظوظ کن تھا۔

"ہوں۔" اس نے کچھ کہنے کو لب کھولے پھر نفی میں سر ہلانے لگا۔

"کچھ کہنا ہے؟" استفسار ہوا۔

"بہت کچھ ہے مگر۔

تم سے کیا کہیں جاناں اس قدر جھمیلے میں۔"

ارد گرد موجود ورکرز لڑکیوں پہ نظر ڈالتے ہوئے وہ دلچسپ انداز میں گویا تھا۔ وہ مسکرا دی۔ دل کے بے حد قریب رہنے والا بندہ طویل وقفے کے بعد نظر آئے تو ساری ناراضگی خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ وہ بھی بھول گئی کہ اس نے طے کر رکھا تھا کہ اتنی طویل غیر حاضری پہ اس سے بات نہیں کرے گی مگر اسے دیکھتے ہی سارے عہد و ارادے بھری بھری ریت میں بدل گئے۔

"جانتا ہوں طویل غیر حاضری۔ تمہارے غصے کا آتش فشاں پھٹنے کو تیار ہو گا۔ لیکن کیا تم میرے ساتھ لنچ کرتے ہوئے اس غصے کو نہیں نکال سکتیں؟ تمہاری ڈانٹ پھٹکار خاموشی سے سنوں گا۔ آئی سوئیر۔" کہتے ہوئے اس کی مسکراہٹ بھرپور تھی۔

"تم نہیں سدھرو گے۔" کیسا جادوگر تھا وہ پل بھر میں سب اپنے سنگ باندھ لیتا تھا۔ نظر، خیال، دل سب اس کے تابع ہو جاتے تھے۔

"ریڈ اینڈ کیری۔" پرس کاؤنٹر سے اٹھاتے وہ گویا ہوئی۔

"نو ڈونٹ وری میم!" تھوڑی دیر بعد وہ لنچ کر رہے تھے۔

نیندوں میں خوابوں کا سلسلہ
خوابوں میں یادوں کا سلسلہ
ملے جب سے تم خود سے جدا ہو گئے
خدا کی قسم تم فدا ہو گئے

واپسی میں اسٹریو آن تھا۔ گلوکار کے ساتھ گنگناتا وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

پرسکون گوشے پہ اس نے گاڑی کو بریک لگایا۔ ملیحہ ہارون نے خاموشی سے اسے دیکھا۔ ڈیش بورڈ سے بلیو کیس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔

"تمہارے لیے لیا تھا۔" خاموشی سے کیس لے کر کھول کر دیکھا۔ اندر وائٹ گولڈ کی چین اور رنگ تھی۔

"بہت خوبصورت ہے۔" اس نے کیس بند کرتے ہوئے کہا۔ ازون نے کیس اس سے لے لیا۔ کیس سے رنگ نکال کر اس نے کمال استحقاق سے اس کا بایاں ہاتھ تھام لیا۔ قریب تھا کہ تیسری انگلی میں رنگ ڈال دیتا۔ ملیحہ نے سرعت سے انگلیوں کو موڑ لیا۔

"کیوں؟" لبوں نے ساتھ نہیں دیا مگر آنکھوں میں سوال در آیا۔ ایک پل میں اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ جیسے وہ ایسا کچھ توقع نہیں کر رہا تھا۔ اس کے تحیر کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

"تمہیں چاہا ہے میں نے، تمہارے ہاتھوں رنگ پہن کر دلی مسرت ہو گی مجھے لیکن یہ صرف ایک رنگ نہیں ہے، یہ لائف ٹائم کمٹمنٹ ہے اور میں چاہوں گی یہ کمٹمنٹ تم سب کے سامنے کرو یوں نہیں۔" اس کے چہرے کی رونق لوٹ آئی۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ میں فلیٹو ہوں اور مجھے سب کے سامنے کمٹمنٹ کرنے میں بھی کوئی عار نہیں لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ تب تک کیا تم اس رنگ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتیں؟" اس نے رنگ کو چین میں پرو کر چین اس کی طرف بڑھائی۔ وہ

بڑی آس سے جواب کا متمنی تھا۔ شولڈرز پہ بکھرے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر اس کی طرف سے رخ پھیر لیا۔ اگلے ہی لمحے آزون ارتضیٰ نے چین اس کے گلے میں پہنا دی۔

"اگر جو تم نے دیر کر دی؟" خدشہ زبان پہ آ گیا۔

"نہیں کروں گا۔" یقین دلایا گیا۔ گلے میں موجود رنگ پہ ہاتھ رکھے وہ چپ بیٹھی تھی۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس نے نرمی سے دبا دیا۔ نظروں کا تصادم ہوا۔

"مجھ پہ یقین کرو تمہارے ہاتھ کی تیسری انگلی میں اگر کبھی کوئی رنگ جھلملائی تو وہ میرے نام کی ہوگی۔" لہجہ یقین سے بھرپور تھا۔

"اگر نہ۔۔۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔" اس کے دھونس بھرے لہجے نے اسے چپ رہنے پہ مجبور کر دیا۔

☼ ☼ ☼

بلیجا بارون "آزون ارتضیٰ کو ہر طرح سے سمجھا کر دیکھ چکی تھی مگر اس پہ اس کی کسی بات کا مطلق اثر نہ تھا۔ اس کے شب و روز ہنوز وہی تھے۔ وہ ہر بار اس سے ناراضگی کا اظہار کرنا چاہتی اور وہ ہر بار اس کے موڈ کو اپنے سنگ بہا لے جاتا۔ سینا اور عاشر کی شادی کی تیسری سالگرہ تھی۔ پارٹی میں زیادہ تر بزنس مینز انوائیٹڈ تھے، سو ماحول بھی اسی قسم کا تھا۔

"یہ پارٹی کم اور صبر کا امتحان زیادہ لگ رہا ہے۔ یہاں تو سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا ہے۔ ہوا تک میں بھی بزنس حلول کر گیا ہے۔ بس تم میرے ساتھ رہو۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے گویا تھا۔ پاپا، ماما اور ابرار بھی آئے تھے، پارٹی ختم ہونے کے بعد وہ سب جا چکے تھے۔ سینا نے اسے روک لیا تھا۔ رات کافی ہو چکی تھی۔ سب سونے جا چکے تھے۔ چینج کر کے وہ بھی سونے کا ارادہ رکھتی تھی۔ برش کرتے اس کی نظر بالکنی پہ پڑی۔

اپنے کام سے فارغ ہو کر بالکنی میں نکل آئی۔

دونوں ہتھیلیاں بالکنی کی منڈیر پہ جمائے، سامنے نظریں گاڑے، وہ نیچے لان میں جھانک رہا تھا جہاں ملازم برتن سمیٹ رہے تھے۔ اس کے چہرے کے نقوش تفکر ظاہر کر رہے تھے وہ کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا۔ وہ خاموشی سے کھڑی رہی مگر اس کی موجودگی کا اسے احساس نہ ہوا۔ منڈیر پہ رکھے اس کے ہاتھ پہ اس نے اپنا ہاتھ ہولے سے رکھا۔

"آرزو آپ یہیں؟" گردن موڑ کر اس نے بےساختہ اسے دیکھا۔ نظریں خالی خالی تھیں جو ظاہر کر رہی تھیں وہ اندر سے منتشر ہے۔

"آزی کیا ہوا ہے تمہیں؟" اس کا انداز بےسکون کر رہا تھا۔ گردن واپس موڑ کر اس نے نظریں لاؤنج پہ جما دیں۔

"کچھ نہیں۔"

"پھر؟"

"ایک سوال تنگ کر رہا تھا اسی کا جواب ڈھونڈ رہا ہوں۔" پلٹ کر اس نے بالکنی سے کمر ٹکا دی۔ بائیں ہاتھ سے دائیں بازو کو ہولے ہولے دبانے لگا۔

"شیئر کر لو ہو سکتا ہے مجھے اس کا جواب آتا ہو۔" وہ اس کے مقابل دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ بازو سینے پہ لپیٹ لیے۔

"زندگی میں محبت ضروری ہے یا دولت؟" اس نے سوال کیا۔

"محبت اور دولت، زندگی کی بقا کے لیے دونوں چیزوں کا ہونا لازمی ہے۔ کسی ایک کی کمی یا زیادتی زندگی کے توازن کو بگاڑ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ "دولت" نہ ہو تو انسان بھوکا مر جائے۔ سوسائٹی میں موجود لوگ اپنے سے کمتر کو انسان کے بجائے کیڑا مکوڑا سمجھتے ہیں۔ "محبت" بنی نوع آدم کا پہلا احساس۔ یہ احساس کہ ہم کسی کے دل میں رہتے ہیں، کوئی ہمیں چاہتا ہے، بہت جاں فزا ہے۔ رشتے خواہ خون کے ہوں یا دل کے، دل کے دھڑکنے کے لیے محبت کی موجودگی ہی کافی ہے۔ لیکن انسان دولت کی محبت میں مبتلا ہو کر رشتوں کی محبت کو فراموش کر دیتا ہے۔ روپوں کی

ہیں میں خالی رشتے بنتے اسے بے معنی لگنے لگے ہیں۔ دولت کی محبت اور رشتوں کی محبت دونوں کے بیچ جنگ جاری ہے۔ مگر ہم ہر جگہ دیکھتے ہیں کہ رشتوں کی محبت دولت کی محبت کے آگے ہار جاتی ہے۔ جان بوجھ کے لیے انسانی جذبات و احساسات کا خون قتل کیا جاتا ہے اور آج تک کیا جا رہا ہے۔ ایسا کیوں ہے۔" لہجہ طرح کرب کا آئینہ دار تھا۔ بات مکمل کر کے سر جھکائے لب چبانے لگا۔

"انسان بے حد عاقبت نااندیش ہے۔ ازل سے فانی چیزوں کے پیچھے بھاگتا ہے۔ دولت کب چھن جائے، کچھ پتہ نہیں۔ قبر میں نوٹوں سے بھرا بریف کیس ہم اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے ہیں۔ دولت فانی ہے جبکہ محبت فانی نہیں ہے۔ ہمارا وجود ہو نہ ہو دل میں اپنے پیاروں کی محبت بسی رہتی ہے۔ جہاں تک زر کی محبت میں مبتلا لوگوں کا ذکر ہے، دولت کی دوڑ میں دوڑتے ہوئے ایک دن تھک ہار کر وہ بھی بیٹھ جائیں گے تب انہیں احساس ہوگا کہ دولت جسم کی احتیاجات تو پوری کرتی ہے مگر دل و روح کی نہیں۔ جسم سونے کے تاروں سے بنا سوٹ ہے لیکن سینے کے نہاں خانوں میں دل تشنگی، تشنگی چلا رہا ہے۔ دل کی بے سکونی آپ روپوں سے نہیں مٹا سکتے پھر انسان پلٹتا ہے اپنے اصل کی جانب۔ سکون کی نگری کی جانب، سیرابی کی جانب، محبت کی جانب۔" مضبوط لہجے میں وہ انسانی فطرت کو ہائی لائٹ کر رہی تھی۔ وہ خاموش ہوئی تو اس کے لب بے ساختہ مسکرا دیے۔

"کہاں سے سیکھا اتنا اچھا بولنا۔"

"کہو تو تمہیں بھی سکھا دوں؟"

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔" لہجے کی شوخی ظاہر کر رہی تھی وہ ریلیکس ہو چکا ہے۔

"تمہیں سیکھنے کی ضرورت نہیں۔"

"کیوں؟" دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"تمہارے لبوں کو کھلنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ تمہاری ساحر آنکھیں یہ کام بہت اچھی طرح سے کر گزرتی ہیں۔"

"کیا کہتی ہیں میری آنکھیں۔" شوخی سے استفسار ہوا۔

"چلو بے اعتبار مت کرو۔" وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔ اب وہ دونوں واک کرتے ہوئے اپنے اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"آج پارٹی میں کتنے ہی لوگوں کو میں نے عاشر بھائی سے کہتے سنا کہ "اذان کو بھی تو بزنس سکھاؤ۔" اور وہ ہر اک کو جواب دیتے بکھر رہے تھے۔

"ابھی اس کے انجوائے کرنے کے دن ہیں۔ میں ہوں نا بزنس دیکھنے کو۔"

"اتنا بڑا بزنس عاشر بھائی اکیلے چلا رہے ہیں۔ کم سے کم ان کی مدد تو کر دیا کرو۔ بند کرو یہ تفریح اور یہ عیاشی، لو اپنے فیوچر کو۔ کل کو کچھ ہو گیا تو مجھے الزام مت دینا۔"

"کیوں کوئی پروپوزل آیا ہے تمہارے لیے؟" ساری باتوں سے اس نے مطلب کی بات پہ توجہ دی۔

"ہوں، دو پروپوزل ہیں تو مگر بھابھی کو پسند نہیں۔ اگر جو کوئی انہیں اٹریکٹ کر گیا تو روتے رہو گے۔" اس نے ڈرایا۔

"تمہاری انگلی میں صرف میرے نام کی رنگ ہوگی۔" لہجہ آج بھی اٹل تھا۔

"اوور کانفیڈنٹ ہو۔"

"میرا گمان سچ ہے۔"

"دیکھیں گے۔"

"دیکھ لینا۔" اس کے بیڈ روم کے دروازے پہ ایک لحظے کو رکا۔

"ہیو آ سویٹ ڈریم۔" پھر آگے بڑھ گیا۔

☼ ☼ ☼

ملیحہ ہارون عجب دوراہے پہ کھڑی تھی۔ اذان کی موجودہ روش کو دیکھتے ہوئے اسے ڈر لگنے لگا تھا۔ در حقیقت کا لباس زیب تن کر کے اتنی جلدی اس کے سامنے آ جائے گا اس کے گمان میں نہیں تھا۔ سر دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ سینا کو اچنبھے سے دیکھ رہی

تھی۔

"تمہیں سب پتا ہے، جانتی ہو پھر بھی۔"

بچپن کی سہیلی... ثمامہ کو خبر تھی وہ ویسا ہی رہی ایک

کیسی تکلیف ... انہوں نے سیما کو دلایا تھا۔

"یہی تو میں جانتی ہوں کہ تم اور اذان ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔ ماما بھی جانتی ہیں۔ اذان میرا دور کا ہے لیکن اس کا ہے اور میں جانتی ہوں کہ وہ بہت اچھا ہے لیکن اس کی کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے شب و روز کو دیکھ کر لگتا نہیں ہے کہ وہ کبھی سیریس بھی ہو گا۔ وہ دور کا ہے اور تم بہن۔ خون کا رشتہ ہے ہم دونوں کا۔ میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ تم اذان کے حق میں فیصلہ دو۔ اذان جیسے لاابالی کا پیا کے خوابوں میں بھی گزر نہیں ہے۔ تم جانتی ہو انہیں اذان جیسے لوگوں سے کتنی چڑ ہے۔"

"آپی وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے بودی سی دلیل دی۔

"کب ہو گا؟ تم تو کافی عرصے سے اسے سمجھا رہی ہو۔ لوگ تو محبوب کی باتیں اک سیکنڈ میں مان لیتے ہیں مگر اذان نے تمہاری بات کبھی نہیں مانی۔ اس کا مطلب ہے وہ تمہارے ساتھ سیریس نہیں ہے۔ فلرٹ کر رہا ہے۔" وہ انگلیاں چٹخانے لگی۔

"میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں ہے مگر میں تمہارا نقصان ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ تمہاری وجہ سے وہ مجھے اور زیادہ عزیز ہو گیا ہے۔ ثمامہ کے ساتھ کئی بار میں نے اس کی برین واشنگ کی ہے۔ مگر اس کی اپنی ہی لاجک ہے۔ اسے اپنے لائف اسٹائل میں تبدیلی لانا چاہیے تھی۔ سوچنا چاہیے تھا پیا ساری زندگی تمہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔" سیما کی اک اک بات حقیقت پہ مبنی تھی۔ وہ چاہ کر بھی انحراف نہ کر سکی۔

"ہادی اذکار بزنس کمیونٹی میں کافی جانا مانا جاتا ہے۔ چھوٹی سی عمر میں اس نے خود کو اور اپنی صلاحیتوں کو منوایا ہے۔ پیا اس کے بزنس مائنڈ سے امپریس ہیں۔ ہماری ویڈنگ اینیورسری وہ اٹینڈ نہ کر سکا، ان دنوں وہ فارن گیا ہوا تھا۔ اس کی ممی نے تمہیں پسند کیا ہے۔ باقاعدہ پروپوزل بھیجا ہے۔ پیا نے کل اس کی فیملی کو چاہیے۔ اذان ایسا کیا ہے ... تمہیں یہ بتا دی۔" سیما اطلاع بم پھوڑ کر جا چکی تھی۔ وہ بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔ آنسو خاموشی سے عارض پہ بہنے لگے تھے۔

☆ ☆ ☆

"آپ بہت کم گو ہیں؟" ہادی اذکار کی فیملی اندر جہاں تھی۔ وہ دونوں لان میں واک کر رہے تھے۔

"موقع کی بات ہے ورنہ گھنٹوں بولتی ہوں۔"

"گڈ۔ سنا ہے آپ "اسٹائلش" کے نام سے بوتیک چلا رہی ہیں۔ اور خاصی مشہور بھی ہیں۔ اچھی بات کہ ہے ہماری صنف نازک خود کو ثابت کر رہی ہیں۔ افسوس کہ میں آج تک آپ کے بوتیک سے کچھ خرید نہ سکا۔ بٹ یو ڈونٹ وری انشاء اللہ میں جلد ہی آپ کا پرمیننٹ کسٹمر بن جاؤں گا۔" انداز میں کوئی اجنبیت نہیں تھی انداز یوں تھا جیسے ان کی پہلی ملاقات نہیں ہے بلکہ وہ آشنا ہیں۔

"ایم سوری ٹو سے، آپ میرے پرمننٹ کسٹمر نہیں بن سکتے۔"

"کیوں؟" استعجابیہ نظریں اس پہ اٹھی ہوئی تھیں۔

"میں صرف لیڈیز فیشن ڈیزائن کرتی ہوں۔" اس کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"سو سیڈ۔" انداز افسوس ناک تھا۔ ملیحہ ہارون نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ بلو کلر کی سوٹنگ میں وہ کسی بھی اینگل سے ریجیکٹ کیے جانے کے لائق نہیں تھا۔ اس کا دل اداسی کی اتھاہ میں ڈوب گیا۔

"آئیے بیٹھتے ہیں۔" واک کرتے تھک گئے تو لان چیئر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بیٹھ گئی۔ تو وہ اس کے مقابل بیٹھ گیا۔

"پروفیشن سے ہٹ کر کیا کرتی ہیں؟" گویا انٹرویو کا باقاعدہ آغاز ہو چکا تھا۔

"جو دل اور دماغ کہتا ہے۔"

"دل اور دماغ اکثر اک دوسرے کے اگینسٹ بھی

بیٹھیں۔" اور اس کو نسبتاً بہت اچھا لگا تھا۔

"میں سب کچھ تقدیر کے سپرد کرتی ہوں۔"

"آپ باتیں اچھی کرتی ہیں۔" پسندیدگی بھری نظریں اورنج ویڈ کلر کے نیو اسٹائل سوٹ میں ملبوس سانولی شام کا رنگ بڑھاتی ملیحہ ہارون پر اٹھی ہوئی تھیں۔ شولڈر کٹ بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کرتے اس نے غور سے اسے دیکھا۔

"آپ تعریف بہت جلدی کر دیتے ہیں۔"

"خاصی حاضر جواب ہیں۔"

"خدا کی دی نعمتوں کا برمحل استعمال کرتی ہوں۔"

جملہ بازی سے دونوں ہی محظوظ ہو رہے تھے۔ چند لمحے ان کے درمیان خاموشی کے پردے سرسراتے رہے۔ وہ اردگرد اڑتے سفید کبوتروں کو دیکھتی رہی۔ اس نے اک نظر میں اس کی محویت کو نوٹ کیا پھر اسے دیکھا۔

"پرندوں سے بہت محبت ہے؟"

"نفرت تو کسی سے نہیں کرتی۔" ملازم چائے رکھ کر جا چکا تھا۔

"شوگر؟" "ہاف ٹی اسپون۔" اس نے کپ اس کے سامنے رکھ دیا۔

"تھینکس۔ یو نو۔ ہماری فیملی کی سیٹنگ کا بیک گراؤنڈ" "آپ کو پتا ہو گا؟" اسپون کپ میں ہلاتے وہ گویا تھا۔ وہ خاموش نظریں کپ پہ جمائے بیٹھی رہی۔

"فرینک ہو کر اک سوال پوچھنا چاہوں گا۔ اجازت ہے؟"

"جی پوچھیں۔"

"آپ ماشاء اللہ سے بڑی امپریسیو پرسنالٹی رکھتی ہیں۔ ہو سکتا ہے بہت سوں نے آپ کو چاہا ہو۔ کوئی آپ کے ساتھ کا تمنائی ہو۔ کبھی آپ کو کوئی اچھا لگا؟ کبھی آپ نے کسی کو چاہا؟" ہادی اذکار کے سوال نے دل میں درد کے تار چھیڑ دیے تھے۔ حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنس گیا تھا۔ اسے لگا اگر وہ اس وقت جواب نہ دے سکی تو شاید کبھی نہ دے سکے۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا کوئی ہے؟" جھکا سر اٹھا اور اس نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"نہیں۔" لب بھینچ کر آنکھوں میں آئے پانی کو اندر اتارا۔

☼ ☼ ☼

"آپ کیسی جا رہی ہیں مما؟" ایک ماہ کی سیاحت سے وہ ابھی لوٹا تھا۔

"عزیز بہت بھوک لگی ہے۔ کھانا کھلا دو بھائی۔" کچن میں جاتے ملازم سے کہہ کر لاؤنج میں ہی براجمان ہو گیا۔

"بھابھی ہاسپٹل گئی ہیں؟" جوگرز اتارتے وہ استفسار کر رہا تھا۔ سفر کی گرد تھکا تھکا ظاہر کر رہی تھی۔ مما اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی تھیں۔ ان کے دل سے ہوک اٹھی کاش کہ وہ آج نہ لوٹتا۔

"مما طبیعت ٹھیک ہے نا؟ آپ کی خاموشی مجھے ڈرا رہی ہے۔ گھر سے کم ہمیشہ کی طرح ڈانٹ ہی لیں۔ بھابھی تو اس وقت تک آف ہو جاتی ہیں۔ کیا کوئی ایمرجنسی کیس آیا تھا؟" وہ جلدی جلدی بول رہا تھا۔

"جانے کیوں میرا دل گھبرا رہا تھا۔ ہر ٹور انجوائے کرتا ہوں مگر جانے کیوں اس بار دل ڈرانے لگا۔ سب کی یاد بے کل کر رہی تھی۔ سو دوستوں کو چھوڑ کر اکیلا لوٹ آیا۔" مما کی خاموشی اور ماحول کا بوجھل پن اسے کاٹنے لگا۔ مما کو سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے کیا کہیں اور کیسے سمجھائیں۔

"سیما میکے گئی ہوئی ہے۔" آواز سن کر عاشر اپنے کمرے سے نکل آیا۔ مما پھیکی پڑ گئیں۔

"وہاں سب خیریت ہے نا؟"

"وہاں تو خیریت ہی ہے جبکہ یہاں کی "مشکوک" لگ رہی ہے۔" عاشر کا انداز استہزائیہ تھا۔

"عاشر۔" مما کے لب کانپے نظریں التجائیہ تھیں پھر وہ انگلیاں مسلنے لگیں۔

"وہاٹ ڈو یو مین بھائی؟" وہ کھڑا ہو گیا۔

"سیما میکے میں ہے اور ملا بھی وہیں جا رہے

گیا۔"
"اکلوتی پارٹنر ہے؟" اس کی سسکیاں سی تیزی سے کلام کرنے لگی۔
"ممی کریز پارٹی ہے۔ میری اکلوتی سسرال والوں کی انگیجمنٹ پیرٹی ہے۔ مشہور اینڈ اسٹیبلشڈ ہادی اذکار سے۔" ایکدم سے اذکار نے اس نے صوفے کو پکڑ کر خود کو کنٹرول کیا۔ مما تاسف سے لب کچل رہی تھیں۔

"ممی! آئی ایم سوری برادر میں نے تمہاری طرف داری کی تھی اپنے فادر ان لاء کے آگے اس وجہ سے کہ تم اور ملیحہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو مگر تب ہی وہ تو سنتے ہی بھڑک گئے کہ ایسا لاپروا فطرت کا لڑکا اور ان کا داماد۔ سوری انزل میں نے تو چاہا تھا تم جو میرے زلف بنے کا خواب دیکھ رہے ہو وہ پورا کر دوں۔ اگر جو خبر ہوتی کہ میرے بات کرتے ہی وہ "تایا" ہادی اذکار کا پروپوزل ایکسپٹ کر لیں گے تو یہ قصہ پہلے ہی نپٹا دیتا۔ ناحق اتنا عرصہ ملیحہ کو تمہارے ساتھ دیکھ کر میں نے اپنا خون جلایا۔ تم اپنے ارمانوں کی قبر پہ کوئی اچھا سا کتبہ لگا کر سوگ مناؤ تب تک میں انگیجمنٹ سے ہو آتا ہوں۔ مما آپ۔ میں بھی کتنا پاگل ہوں۔ اب آپ کہاں میرے ساتھ میری سسرال چلیں گی۔ آپ تو حقیقی بیٹے کے آنسو پونچھیں گی۔ سو کیری آن۔" عاشر کا لہجہ بہت تلخ تھا۔ مٹھیاں بھینچے لہو رنگ آنکھوں سے وہ اس کا اک اک انداز دیکھ رہا تھا۔ بے یقینی عروج کو چھو رہی تھی۔ عاشر کے قدم پورچ کی طرف اٹھے تھے پھر وہ مڑا تھا۔

"اززی سوری بھائی بیڈ لک۔" پھر وہ سیڑھیوں کے پیچھے گم ہو گیا۔ لب بھینچے سر نفی میں ہلاتے ساکت نظروں سے وہ اک ہی منظر کو گھورے جا رہا تھا۔ دل کی نگری میں درد کی بارش اتر آئی تھی۔ مٹھیوں کی ابھری رگیں شدت ضبط کی امین تھیں۔

"ززی!" مما نے بمشکل پکارا تھا۔ آج انہیں اپنی تہی دامنی کے ساتھ اس کی محرومی کا احساس ہوا تھا۔ جانتی تھیں بچپن سے آج تک اس نے کبھی ان سے شکایت نہیں کی تھی۔ کسی چیز کا گلہ نہیں کیا تھا۔ وہ رو رہا نہیں تھا۔ مگر آج وہ چاہتی تھیں وہ رو لے چلائے کیونکہ ملیحہ اور اس کا پہلا خواب تھی جس کی کتنی ہی باتیں وہ ان سے کرتا رہتا تھا۔ والے عاشر نے آج اس سے اس کی زندگی چھین لی تھی۔ چند ثانیے ساکت و صامت کھڑا رہا پھر پورچ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی مین گیٹ کراس کر کے ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔

✿ ✿ ✿

اپنی بوتیک کے سب سے خوبصورت گرین کلر کے لہنگے میں ماہر بیوٹیشن کے ہاتھوں تیار ہو کر وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ ڈریسنگ روم میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ لڑکے والے آ چکے تھے۔ تنہائی میسر ہوئی تو وہ سرو قد آئینے کے آگے کھڑی ہو گئی۔ اس دن کا اس روپ کا انتظار تھا۔ اب جب یہ ساعت آ گئی تھی وہ دلہن بنی کھڑی تھی تو احساسات برف کی سل میں بدل گئے تھے۔ اس کے تمام خواب انزل ارتضیٰ سے بندھے تھے اور وہ ہادی اذکار کی منگیتر بننے چلی تھی۔ اس طوفان کو روکنے کی اس نے اپنی سی پوری کوشش کی تھی مگر اکیلی اس طوفان پہ بند نہ باندھ سکی۔ بچپن میں پہنایا رنگ اب بھی اس کے گلے میں موجود تھا مگر انزل ارتضیٰ اس سے بہت دور ہو گیا تھا۔ وہ رو نہیں رہی تھی نہ ہی اسے رونا آ رہا تھا۔ رنگ مٹھی میں بھینچے اپنے اک اک نقوش میں وہ اسے کھوج رہی تھی ڈھونڈ رہی تھی۔ جو نجانے کن راہوں کی خاک چھان رہا تھا۔ جو ہمیشہ اس کی باتوں کو ٹال جایا کرتا تھا۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا۔ پھر اس نے آئینے میں اس کے عکس کو ابھرتے دیکھا۔ وہ تصور نہیں اپنی ہستی کا زعم لیے اس کے سامنے تھا۔ اسے شانوں سے پکڑ کر اس نے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ ساحر نظریں اس کے حسین روپ میں اٹک گئیں۔ اس کے دونوں شانوں کو تھامے قاتل آنکھوں میں جھانکتے ہولے سے پر درد لہجے میں

"سوال کیوں؟" قاتل آنکھوں میں بے شمار
شکوے در آئے۔
"میرا انتظار بھی نہیں کیا۔" لہجہ شکستہ تھا۔
"آپ نے تک کرلی؟" پلکیں جھپک کر اس نے
آنسوؤں پر قابو کیا۔
"کہا تھا مت کرو تو وقت؟ کہا تھا سیریس لو اپنے
پیشن کو؟ کہا تھا نا ہر پیر تم اپنے والد کو بڑا عالم
پاؤ گے دیکھنا چاہتے ہیں؟ کہا تھا نا دیر ہو گئی تو؟ کہا تھا نا
ریت ریت کی طرح مٹھی سے نکل جاتا ہے؟ کہا تھا نا بیا
کوئی اللہ کرگیا تو روتے رہو گے؟ کہا تھا نا الزام
مت دینا۔" عالم جنون میں وہ اس کے سینے پہ مکے
برسا گئی تھی۔ آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ لہجہ
کپکپا رہا تھا۔ آنکھیں شدت گریہ سے گلابی ہو گئی
تھیں۔ وہ خاموشی سے اس کا منتشر وجود دیکھتا رہا۔
"کتنا کچھ کہا تھا میں نے۔ پر ایک نہ مانی۔ اب کیوں
آئے ہو؟ میری بے بسی کا تماشا دیکھنے؟ یہ دیکھنے کہ کسی
اور کے نام کی رنگ پہنتے ہوئے مجھے کتنی تکلیف ہوتی
ہے؟ یہ دیکھنے کہ تمہیں کھونے کے خوف نے میری کیا
حالت کی ہے؟" اس کے کالر کو مٹھی میں دبوچ کر جھنجھوڑتا
ہے۔ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔
"قصور تمہارا نہیں میرا ہے۔ تم سے محبت کر کے
میں نے بہت بڑی بھول کی۔ میں [illegible] بزنس کی
دنیا کے گاڈ فادر کی بیٹی معروف فیشن ڈیزائنر مجھے محبت
کرنے کے لیے نظر آیا بھی تو کون؟ جو زندگی میں کبھی
پہلے نہیں ہوا۔ جس نے کبھی پروفیشن کے بارے
میں نہیں سوچا۔ جو بھائی کے ٹکڑوں پہ پل رہا ہے۔
جس کی اپنی کوئی پہچان نہیں۔ دو وقت کھانے کو پاس
ایک دھیلا نہیں ہے۔ میں بھی پاگل تھی جو تم جیسے ناکام
انسان سے پیار کر بیٹھی۔ تم چلے جاؤ یہاں سے۔ مجھے
اب نہ تو کبھی تم سے ملنا ہے۔ نہ ہی کبھی تم سے بات
کرنی ہے۔" مہندی سے رچے دونوں ہاتھ اس کے
سینے پہ رکھ کر اسے پیچھے دھکیل دیا اس کے قدم

مشعل سے بچے رہے۔ تم ترش باتیں اس نے
خاموشی سے سنی تھیں۔ اس گھڑی کوئی احساس کر رہا تھا
تو اس کی [illegible]
"لیجھ!" وہ قطع تعلق کے بعد کچھ کہنے کے قابل ہوا تھا۔
"میں مشہور انڈسٹریلسٹ کی منگیتر بنے جا رہی
ہوں۔ آپ جیسے بے کار لوگوں کو کیسے جانتی ہوں گی
مجھے اس طرح استحقاق سے نہ پکاریے۔" اس نے رخ
موڑ کر تلخ لہجے جواب دیا۔ لہجہ و انداز تکبر سے بھرا تھا۔
آگے بڑھ کر اس نے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول دیا۔
"آپ جا سکتے ہیں۔" بے گانوں کا تاثر لیے
لاتعلق بنی کھڑی تھی۔ اجنبی تاثرات پہ وہ اس تک
آیا۔
"میں نے بھی ایک بات کی تھی تمہاری انگلی میں
صرف میرے نام کی رنگ ہوگی۔"
"خواب دیکھنے پہ پابندی نہیں ہے۔" اس کا
استہزائیہ رنگ گہرا تھا۔
"تعبیر لیتے دیر کتنی لگتی ہے۔"
"اوور کانفیڈنس کا شکار تو تم شروع سے رہے ہو۔
مجھے درد دیا اب میں تمہیں بتاؤں گی درد سے کتنی
تکلیف ہوتی ہے۔ تمہاری اولین آرزو رہی ہے نا کہ
میری انگلی میں تمہارے نام کی رنگ جھلملائے۔ لیکن
ابھی جب ہادی اذکار میرے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی
میں سب کے سامنے رنگ ڈالے گا تب تمہاری تعبیر
کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔" اندر کی ساری جلن لہجے
میں آسمائی تھی۔ اس کا بایاں ہاتھ دروازے کے پٹ پہ
تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے لہنگا سنبھالا ہوا تھا۔
"تم ایسا کچھ نہیں ہونے دو گی۔"
"میں ایسا ہی کروں گی۔" وہ بے حد خونخوار ہو رہی
تھی۔
"ایسا کچھ نہیں ہوگا میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔
میں نے زندگی میں بہت کم ضد کی ہے اور جب بھی کی
ہے اس ضد کو پورا کر کے دم لیا ہے۔ خواہ اس ضد نے
مجھے کتنا ہی درد دیا ہو۔ سوری لیجھ۔" کہنے کے ساتھ
ہی دروازے کا پٹ اس نے بند کر دیا تھا۔ اس کی چیخ

دلفروز تھی۔ دروازے پہ موجود بائیں ہاتھ کی انگلیاں دب گئی تھیں۔ سرعت سے دروازہ واپس کھول کر اس نے اس کی کلائی تھامی۔ مہندی سے سجی انگلیاں زخمی ہو گئی تھیں۔ تیسری اور چوتھی انگلی سے خون نکل آیا تھا۔ باقی دونوں انگلیوں کے ناخن ٹوٹ گئے تھے۔ تکلیف کی شدت سے وہ بلبلا رہی تھی۔

"سوری میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔" ہولے سے سرگوشی کر کے وہ ڈریسنگ روم سے نکل گیا۔ باہر فل والیم میں میوزک آن تھا جس کے باعث اس کی چیخ دب گئی تھی۔

"چلو نبیعہ تمہارا بلاوا آ گیا۔" سبینا کے ساتھ کئی ایک کزنز اسے اسٹیج پہ لے جانے کو آموجود تھیں۔ پانی کی دھار کھولے وہ انگلیاں صاف کر رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا؟" سبینا نے کلائی تھام لی۔

"ہائے گاڈ! انگلیاں تو بری طرح زخمی ہو گئی ہیں۔ یہ ہوا کیسے؟" وہ تشویش سے معائنہ کر رہی تھی۔

"میرا سر بہت دکھ رہا تھا آپ کو بلانے کے لئے دروازے تک آئی تو دروازہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انگلیاں دب گئیں۔" شدت کرب سے سرخ آنکھیں چرائے ہر ایک کو یہی کہانی سنا رہی تھی۔

"نبیعہ کسی کو بھیج کر فرسٹ ایڈ منگوا لو لاپرواہی کی بھی حد ہوتی ہے لڑکی۔ آج کے دن اور وہ بھی بایاں ہاتھ زخمی۔" تھوڑی دیر بعد چاروں انگلیوں میں بینڈیج کیے وہ اسٹیج پہ ہادی اذکار کے پہلو میں براجمان تھا۔ یہ کہانی ہادی نے بھی سن لی تھی سو اس نے سیدھے ہاتھ کی تیسری انگلی میں رنگ ڈال دی۔ اسٹیج تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔

☼ ☼ ☼

آسمان بنفشی رنگوں میں نہا گیا تھا۔ شب برات کی بابرکت رات تھی۔ چھت کی منڈیر سے لگی کافی دیر سے وہ آتش بازی کا دیدہ زیب نظارہ دیکھ رہی تھی۔ پٹاخوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ چھوٹے بچے اپنی اپنی چھتوں پہ پھلجڑیاں جلا کر انجوائے کر رہے تھے۔ محویت سے انہیں دیکھتی رہی جب تھک گئی تو نظریں انگلیوں پہ مرکوز کر لیں۔ درد کے احساس کے ساتھ درد دینے والا تصور کے پردوں میں لہرا گیا۔ بارہ بجے کے بعد باوضو ہو کر وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئی۔ ساری رات حالت عبادت میں گزاری۔ پچھلی شب برات میں اذان ارتضیٰ اس کے پاس تھا۔ اور بار بار اسے تنگ کر رہا تھا۔ وہ اسے سخت سست کہتی۔

"اتنے بڑے ہو گئے ہو تمہیں خبر نہیں کہ عبادت کی رات ہے۔ کیسے مسلمان ہو تم؟" اس نے خفگی سے مسکرا کر کہا تھا۔

"عبادت کرتے ہوئے بڑی اچھی لگ رہی ہو۔ آج پاکیزہ سراپا میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اللہ سے جو مانگنا ہے مانگ لو یقیناً تم اسے بھی بڑی اچھی لگ رہی ہو گی۔" تب وہ اسے فہمائشی نظروں سے گھورتی رہی تھی۔ آج نہ وہ اس کے پاس تھا نہ اس کی آواز تھی۔ ہاتھ دعا کو اٹھائے وہ کچھ بھی تو نہ مانگ سکی۔ کبھی کبھی لب ساتھ نہیں دیتے مگر دل کی ہر دھڑکن دھڑک کر اپنی تشنہ آرزو بیان کرتی ہے۔ اور اللہ جو ہر رات ساتوں آسمان سے نیچے آ کر اپنے بندوں کو مانگنے کو کہتا ہے۔ دینے کو تیار رہتا ہے۔ بے شک اس کی نگاہوں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ وہ نیتوں کا حال بھی جانتا ہے۔ دل میں سر اٹھاتی ہلکی خواہش بھی دیکھ لیتا ہے۔ پلکوں تلے بننے والے خوابوں سے بھی آشنا ہوتا ہے۔

پو پھٹ چکی تھی۔ ساری رات کی جاگی آنکھیں جل رہی تھیں۔ آنکھوں کی جلن طویل شب بیداری کی چغلی کھا رہی تھی۔

تکیے پہ اس نے سر رکھے دکھتی آنکھوں کو شہادت کی انگلیوں سے سہلایا۔ دفعتاً اس کے سیل کی بپ ہوئی۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے سیل اٹھایا۔ اسکرین پہ موجود نام اور نمبر پہ دل کی دھڑکن تھم گئی۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس نے کال ریسیو کر لی۔

"ہیلو۔" آواز کا بوجھل پن عیاں تھا۔

"رو رہی ہو؟" اپنائیت سے استفسار ہوا۔

"نہیں۔" تمارضوں پہ آنسو لڑھک آئے تھے۔

"مجھ سے جھوٹ مت بولو۔ تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔" اس نے دعویٰ کیا۔ وہ خاموش رہی۔

"آنکھیں کیسی ہیں؟ چوٹ گہری تو نہیں آئی؟" فکر مندی سے پوچھا۔

"بہت گہری چوٹ آئی ہے۔" لہجہ آنسوؤں میں ڈوب گیا۔

"سوری ملیحہ۔ میں اس وقت خود کو کنٹرول نہ رکھ سکا۔" وہ بے چارگی سے اپنے جنون کا اعتراف کر رہا تھا۔

"مجھے معاف کر دو۔" چند ثانیے خاموشی رہی۔

"عبادت کی تھی؟ میں نے بھی کی۔ میں نے اللہ سے تمہیں مانگا ہے اور مجھے یقین ہے میری دعا پوری ضرور ہوگی۔ ابھی مسجد سے لوٹا ہوں۔ تم بہت یاد آ رہی تھیں۔ کئی دن ہو گئے تھے تم سے بات کیے۔"

وہ اس انداز میں گویا تھا جیسے ان کے مابین پھوٹ نہ ہوا ہو۔ سدا کا سا انداز تھا۔ جیسے لمبے ٹور سے لوٹا ہو اور وہ روٹھی ملیحہ ہارون ہو۔ حقیقت کو قبول نہ کرنے سے حقیقت کی حیثیت بدل نہیں جاتی۔ ملیحہ ہارون جانتی تھی وہ اس کا گزرا کل ہے جبکہ آج وہ کسی کی منگیتر ہے۔ کال ڈسکنیکٹ کر کے اس نے سیل لاک کر دیا۔

"اذون ارتضیٰ! اسی دن کے ڈر سے تمہیں سمجھاتی تھی۔ تم نے خود تو دکھوں کا سودا کیا ہی ساتھ ہی مجھے بھی درد کے ساگر میں ڈال دیا۔ محبت کے نام پہ کیا دیا تم نے مجھے درد۔" تڑپ، کسک، ملال، اذیت کتنے سنگدل ہو تم، بے حس، ظالم، بے مہر۔ بازو آنکھوں پہ رکھے وہ اذیت کے پل سے گزر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اتوار کا دن تھا۔ ملیحہ کو چھوڑ کر سب عاشر کے ہاں موجود تھے۔ عاشر پپا کی گڈ بک میں ہمیشہ سے تھا۔ سو اس کے بلاوے پہ پپا اور ابرار بھی آئے بیٹھے تھے۔ ڈنر تو اک بہانہ تھا۔ اصل میں تو عاشر پپا کی شہرت کو کیش کراتا تھا۔ اس کی ساکھ پپا ہی کی بدولت ابھی رہی تھی۔ جب بزنس بحران کا شکار ہوا۔ پپا نے اس کی ہیلپ کی تھی۔ وہ آج بھی ان کی توجہ کا طالب تھا۔ وجہ نصب العین کی روشنی پہ لان میں دن کا آغاز ہوا تھا۔ مما اور پپا تیمارداری کر رہی تھیں۔ سب ان کا ساتھ دے رہی تھی۔ جبکہ پپا، ابرار اور عاشر ڈرائنگ روم میں بزنس کمیونٹی میں اچانک ہلچل مچانے والی فرم کا تذکرہ چھیڑے بیٹھے تھے۔ "یار پپا! کا بھی۔ زکی گروپ آف انڈسٹریز" نے اپنا لوہا منوایا ہے۔ ہر جگہ ان کا طوطی بول رہا ہے۔"

روایتی حلیے سے قطع نظر پپا ہر محنت کرنے والے کے کام کو سراہنے کا دل رکھتے تھے۔

"میری معلومات کے مطابق اس فرم کو اسٹارٹ ہوئے دو سال ہوئے ہیں۔ اور اتنے قلیل وقت میں اس فرم نے چیمبر آف کامرس کے ساتھ تمام انڈسٹریلسٹ کی نیند اڑا دی ہے۔ اس فرم کے پیچھے یقیناً کوئی "ماسٹر مائنڈ" بندہ ہے۔" ابرار بھی امپریس تھا۔

"تو واٹ۔" عاشر نے بھی سراہا۔

"پپا اب ہمیں ٹف کمپٹیشن کا سامنا ہو گا۔" ابرار نے دوسرا رخ دکھایا۔

"لڑیں گے بیٹا۔ کمپٹیشن کا مزا بھی اسی وقت آتا ہے جب مد مقابل زور آور ہو۔" پپا کا لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔

"اس سے پہلے میں "زکی گروپ آف انڈسٹریز" کے روح رواں سے ملنے کا خواہش مند ہوں۔ ابرار جتنی جلدی پاسبل ہو تم میری میٹنگ طے کر لینا۔ اک جینئس بندے سے نہ ملنا اس کی توہین ہے۔"

"آپ ان دنوں آسٹریلیا گئے ہوئے تھے۔ میری اک بار ملاقات تو ہوئی ہے اس کے آفس سے مگر بے حد سرسری۔"

"پپا کا اشتیاق دیکھ کر اب تو مجھے بھی "زکی گروپ" کے کرتا دھرتا سے ملنے کا اشتیاق ہو رہا ہے۔ ایسا کیا کر دیا انہوں نے؟" عاشر نے مصنوعی اشتیاق کا تاثر دیا۔ در حقیقت اس جیسے خود پرستی کے مارے شخص پہ

"زی گروپ آف انڈسٹریز" کلاز گراف گر رہا تھا۔ وہ بے حد جیلسی ہو رہا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا؟" پپا کو بے حد افسوس ہوا۔ عاشر کو خفت کا احساس ہوا۔ "کل انہوں نے ریکارڈ کنسائنمنٹ روانہ کیا ہے، جس سے ویسٹرن ممالک میں نہ صرف ان کی فرم کی دھاک بیٹھ گئی ہے بلکہ وہاں کے کئی انڈسٹریلسٹ نے ان سے رابطہ بھی کیا ہے اپنے ساتھ کام کرنے کی حامی بھی بھر لی ہے۔ مگر "زی گروپ آف انڈسٹریز" کے ڈائریکٹرز نے انکار کر کے حمیر تک کمپنی سے جڑے رہنے کا اعلان کیا ہے۔" ایگزیکٹیو۔" عاشر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

"میں اس ماسٹر مائنڈ بندے سے ملنے کا خواہش مند ہوں۔ ایسے ایسے گوہر نایاب روز روز تھوڑی ملتے ہیں۔" پپا کا شوق برقرار تھا۔

"السلام علیکم!" ازون ارتضیٰ جانے کب سے ان کے درمیان موجود تھا۔ وہ خاموش ہوئے تو اس نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

"کیسے ہو؟" ابرار نے قدرے بےتکلفی سے پوچھا۔

"بے حد اچھا ہوں۔" شوخی پہ پپا نے ایک ناگوار نظر ڈالی۔ "زی گروپ" کے "ماسٹر مائنڈ" کے ذکر کے بعد ازون ارتضیٰ کی صورت دیکھنا پپا کو ایسا لگا جیسے منہ میں میٹھے بادام کے ساتھ کڑوا بادام آگیا ہو۔

"یقیناً" نیکسٹ ٹور کی تیاری کر لی ہوگی؟" پپا استہزائیہ انداز میں گویا تھے۔ وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے ریلیکس انداز میں بیٹھا تھا۔ عاشر نے بے ساختہ پہلو بدلا۔ وہ ہولے سے مسکراتے گویا ہوا۔

"بہت ہو گئی سیاحت۔ میں نے سوچا ہے بھائی کے ساتھ بزنس میں ان کا ہاتھ بٹاؤں۔ کب تک اکیلے محنت کرتے رہیں گے۔"

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔" ابرار نے بے ساختہ سراہا۔

"چلو تمہیں خیال تو آیا۔" پپا کا لب و لہجہ ہنوز تھا۔ دونوں کہنیاں میز پہ دھرے وہ آگے کو جھک کر بیٹھا ہوا تھا۔

"کل رات جب میں نے بھائی سے خواہش ظاہر کی کہ میں بزنس میں ان کی ہیلپ کرنا چاہتا ہوں۔ بزنس کے داؤ پیچ سیکھنا چاہتا ہوں تو انہوں نے سختی سے انکار کر دیا۔"

ماحول میں ایک عجیب طرح کا کھنچاؤ در آیا تھا۔ سب ہی کی توجہ بھی ان کی گفتگو کی طرف مبذول ہو گئی جبکہ مما بے چینی سے انگلیاں مسل رہی تھیں جیسے ازون ارتضیٰ کے ریلیکس موڈ کے پیچھے چھپے طوفان کو انہوں نے بھانپ لیا ہو۔ عاشر غضبناک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ سب کی نظریں سوالیہ انداز میں عاشر پہ گڑی تھیں۔

"بھائی کے انکار پہ یقیناً آپ سب تعجب کا شکار ہوں گے۔"

"ازی! گھر کی بات گھر میں ہو تو زیادہ اچھا ہے۔" عاشر نے بمشکل اشتعال کنٹرول کیا ہوا تھا۔

"یہ سب آپ کے ان لاز ہیں بھائی۔ میں گھر کی بات باہر والوں کے سامنے تو نہیں کر رہا ہوں۔ آج اس لب کشائی کی زحمت بھی آپ نے ہی مجھے دی ہے۔" اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ ہر کوئی اس کے نئے روپ کو تحیر سے دیکھ رہا تھا۔ کھلنڈرا نظر آنے والا ازون ارتضیٰ آج الگ ہی روپ، رنگ میں ان کے سامنے تھا۔ عاشر بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ نگاہوں میں التجا تھی۔ ازون ارتضیٰ آج کسی التجا کو خاطر میں لانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"ارتضیٰ وجاہت سے آپ سب واقف ہیں۔ وہ ہمارے پپا تھے۔ بزنس کمیونٹی میں آج بھی ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ بڑی مما کا انتقال اس وقت ہوا جب بھائی بارہ برس کے تھے۔ پپا نے میری مما سے شادی کر لی پھر میرا وجود عمل میں آیا۔" مما، پپا، ابرار ٹکٹکی باندھ کر ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ مما کی نظریں ازون ارتضیٰ کے تپتے چہرے کی طرف تھیں۔ یقیناً اس کی برداشت جواب دے گئی تھی تبھی وہ اتنا اشتعال میں آرہا تھا۔

ہم دونوں سگے بھائی ہیں۔ آپ لوگوں سے حقیقت
چھپانا ٹھیک نہیں تھی۔ پپا نے سیکنڈ میرج کر کے کوئی گناہ
نہیں کیا تھا۔ انہوں نے مما اور مجھ پر ہمیشہ بھائی کو
فوقیت دی۔ ہم دونوں کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ ہم بھائی
کو بھی اتنی ہی عزت دیں تاکہ کبھی انہیں احساس نہ ہو کہ
وہ ان کی مما نہیں ہیں۔ میں نے انہیں ہمیشہ سگے بھائی کی
طرح چاہا۔ مما ہر مقام پر مجھے نظر انداز کر کے بھائی کو
اولیت دیتیں تاکہ کسی طرح سوتیلی ماں کی چھاپ مٹا سکیں۔
خلوص محبت کا بھائی نے کبھی ریسپانس نہیں دیا۔
بیٹا، پپا دشمن تصور کیا۔ پپا نے بھائی کو بزنس کے
اصول و رموز سکھائے اور چار سال پہلے ہمیں چھوڑ
گئے۔ تب بھائی کی نفرت کھل کر سامنے آگئی۔ پاور
آف اٹارنی بھائی کے ہاتھ میں آگئی۔ مجھے احساس تھا
پپا کے بعد اک دم سے بزنس سنبھالنا بھائی کو تھکا دے
گا۔ تب میں نے بھائی سے کہا تھا میں ان کا بوجھ ہلکا کرنا
چاہتا ہوں اور انہوں نے سلگتے لہجے میں جواب دیا تھا۔
"تم کیا میرا بوجھ ہلکا کرو گے تم اور تمہاری ماں تو اک
مستقل بوجھ ہو مجھ پر جسے بارہ سال کی عمر سے سہہ رہا
ہوں۔" شدت غم سے میں کچھ کہہ نہ سکا۔ پھر انہوں
نے نخوت سے کہا تھا۔
"تمہیں جتنے روپوں کی ضرورت ہو تم مجھ سے لے
لیتے ہو مگر پپا کے بزنس کے بارے میں سوچنا بھی
نہیں۔ پپا کی جائیداد پر صرف میرا حق ہے۔" پپا کی
وصیت ہمارے لیگل ایڈوائزر کے پاس ہے، جس میں
ہم دونوں کو آدھی آدھی جائیداد کا وارث قرار دیا گیا
ہے۔ میں تب بھی بے وقوف نہیں تھا۔ چاہتا تو کورٹ
کے ذریعے آدھی جائیداد کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ مگر مجھے
روپوں سے نہیں، بھائی سے محبت تھی۔ تبھی میں نے
لائف اسٹائل بدل لیا۔ ہر ماہ ان سے رقم کا مطالبہ
کرتا اور وہ مجھے دے دیتے۔ رقم لیتے مجھے خوشی نہیں
ہوتی تھی۔ کہ اگر کوئی میرا سگا بھائی ہوتا تو رقم کی
تفصیل مجھ سے تفتیش ضرور کرتا کہ میں ان روپوں کا
کیا کرتا ہوں؟ کہیں میں غلط سرگرمیوں میں ملوث تو
نہیں؟ میں بگڑتا ہوں، بھٹکتا ہوں اس سے بھائی کو کوئی

سروکار نہیں تھا۔ سائے کی طرح جو ہر وقت
تھامتے تھے انہیں تنگ کرنے کو میں دوستوں کیا کے
بھی تو یہ استحقاق تھا۔ مجھ سے بار بار پوچھیں کہ
میں یوں گھر سے دوری پر بڑے بھائی کی حیثیت سے
چھوٹے بھائی کے کان کھینچیں۔ مگر مجھے حسرت ہی
رہی۔ اس گھڑی پپا کے چلے جانے کا دکھ گہرا ہو گیا۔
اگر وہ ہوتے تو مجھے پیار بھری ڈانٹ سے تو ضرور
نوازتے۔ میری سرگرمیوں کا نوٹس لیتے۔ ان دنوں میں
حد درجہ اشتعال کا شکار تھا۔ اسی اشتعال نے مجھے منفی
سرگرمیوں کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ قریب تھا کہ
بھائی کی بے گانگی کی سزا میں خود کو تباہ کر لیتا۔ انہی
دنوں سیما بھابھی ہمارے گھر دلہن بن کر آگئیں۔ سیما
بھابھی نے اک بہن کی طرح مجھے چاہا۔ وہی باتیں، وہی
سرزنش جو میں بھائی سے سننے کا متمنی تھا۔ وہ بھابھی
کرنے لگیں۔ میں آپ لوگوں سے ملا۔ لبعہ سے ملا
پھر میں نے تہیہ کیا کہ موجودہ روش چھوڑ دوں۔ دولت کی
ہوس نے بھائی کو پتھر کا بنا دیا تھا۔ ان سے محبت کی توقع
رکھنا بھی عبث ہے۔ پھر میں نے اپنے دوست کے
ساتھ پارٹنر شپ کی اور ہم نے ایک چھوٹا سا بزنس
شروع کر دیا۔ روپوں کا پرابلم درپیش نہیں رہا کہ
بھائی نے کبھی مجھے روپوں کی تنگی نہیں ہونے دی۔
بزنس شروع کرنے کی خبر میں نے کسی کو نہیں دی۔
آج سے پہلے تک مما بھی بے خبر تھیں۔ میں یوں گھر
سے غائب بزنس کے لیے ہوتا تھا۔ سو تفریح تو کب
کی چھوڑ دی تھی مگر میں نے سابقہ تاثر قائم رکھا ہوا تھا
کہ پرانی روش پر ہی گامزن ہوں۔ مشکوک رکھنے کی
وجہ وہ آس تھی کہ شاید بھائی بھی بدل سکیں مگر سب
بے سود ہوا۔ بچپن سے لے کر آج تک میں نے کبھی
بھائی سے بدتمیزی نہیں کی۔ اونچی آواز میں جواب
نہیں دیا۔ پپا، مما کی محبت کا سدا مرکز رہے میں نے
کبھی شکوہ نہ کیا۔ ہر حق تلفی پر صبر کیا۔ مجھ سے چیزیں
چھین کر انہیں خوشی ملتی اور مجھے دے کر۔
لیکن سب جانتے ہوئے جب انہوں نے "میری
زندگی" مجھ سے چھیننا چاہی تو میرا ضبط جواب دے گیا۔

یہ بات فجر جیسے میں لہجے کے بے دلی میں صرف کا زہر رکھتا
اول۔ اس کے بارعب [illegible] "اک جانتے ہو اس کے لب
ساکت رہ گئے۔ شدت غم سے نجانے انہوں نے
دیا۔ تبھی میں سر ہلانے لگا۔ سب دم سادھے انکشافات
سن رہے تھے۔ ماحول پر گمبھیر خاموشی طاری تھی۔
جیسے جادو کی چھڑی نے انہیں ساکت کر دیا ہو۔

"اتنی نفرت کیوں بھائی؟ صرف دولت کے لیے؟ آپ اک بار کہہ کر تو دیکھتے اذان ارتضیٰ تو جی جان دیتا۔ کیا چاہتا ہوں آپ کو معاف کر دیتا۔ محبت تو پتھر کا جگر کاٹ رہی ہے۔ مگر نجانے ہماری محبت میں وہ اثر کیوں نہیں جو آپ کو پگھلا دے۔ اک پتھر کے پگھلنے کے لیے بھی چوبیس سال بہت ہوتے ہیں۔ نجانے آپ کیسے پتھر ہیں کہ ہماری محبت کی لو آپ کے دل کو نہ چھو سکی۔" وہ تاسف سے سر ہلا رہا تھا۔ سب کے دل اذان ارتضیٰ کے لفظوں میں بہے جا رہے تھے۔ درد میں ڈوبے لفظ جگر کو کاٹنے انداز، تلخی نے احساس دلایا کتنا تھا اور تلخ کر دیا ہے اس نے اذان ارتضیٰ کو۔ عاشر اس گھڑی پگھل گیا۔ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔ استحقاق، محبت کا طالب تھا۔ دولت کی اس کی نظر میں کوئی وقعت نہیں تھی۔ یہ جان کر وہ اپنی ہی نظروں میں بہت چھوٹا ہو گیا تھا۔

"انکل بزنس کی بات میں نے آپ کو چیک کرنے کے لیے کی تھی۔ میں ازل سے آپ کی محبت کا طالب رہا ہوں، دولت کا نہیں۔ ایڈووکیٹ انکل سے میں نے پہلے ہی بات کر لی تھی۔ چند اک روز میں آپ کو نئی وصیت مل جائے گی۔ جس میں میں نے اپنے حق سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے۔" وہ کمال سکون سے گویا تھا۔ سبھی کی تاسف بھری نظریں عاشر پہ گڑی تھیں۔ اب اس کا رخ بھائی کی طرف ہو گیا۔

"انکل مجھے بزنس سے نفرت ہے نہ بزنس مین سے۔ میں ان لوگوں سے خائف رہتا ہوں جن کی نظر میں خونی رشتوں، محبت کی نہیں دولت کی اہمیت ہے۔ ہم لڑکے خود کو رولتے ہیں اپنی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتے تو یقیناً اس کا محرک کچھ اور ہوتا ہے۔ لیکن میں جو بھی جان گیا ہوں وہ سروں کے کٹنے کی سزا خود کو دے کر کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ تمہارا ہمارا مقدر ہو گیا ہے۔"

"اذی! پلیز بس کرو۔" عاشر میں کسی سے نظر ملانے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں تھا جانتا ہوں میں میں برداشت نہ کر سکا کہ آپ مجھ سے "میری زندگی" چھین لیں۔"

"مجھے معاف کر دو۔" آواز دھیمی تھی۔ چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو رہا تھا۔ عاشر صبح کا بھولا تھا جو شام کو لوٹ کر اپنی غلطی کا اعتراف کر رہا تھا۔ اپنی غلطی پر شرمندہ ہونا ہی بڑی بات ہے نہ کہ آئینہ دیکھ کر بھی اپنی ذات کی خامیوں سے نظریں چرا کر ہم آئینے کو غلط ٹھہرائیں۔

"مما آپ بھی مجھے معاف کر دیں۔" مما کے دونوں ہاتھ تھامے عاشر روہانسے لہجے میں معافی کا خواستگار تھا۔ مما کی آنکھیں بھر آئیں۔ ان کی محبت 'ریاضت' محنت نے عاشر کے دل پہ رنگ چڑھا ہی دیا تھا۔ ہاں تو ماں ہوتی ہے۔ اگلے ہی لمحے عاشر کو خود سے بھینچے رو رہی تھیں۔ کوئی کب تک محبت اور خونی رشتوں سے منہ موڑے رہ سکتا ہے۔

"اذی!" اب وہ اس کی طرف آیا چیئر پیچھے دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں آپ کو ایک شرط میں معاف کروں گا۔" روٹھے لہجے میں گویا بے تاثر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا؟"

"پہلے بڑے بھائی کی طرح مجھے گلے لگائیں۔" سب کے لب مسکرا دیے تھے۔ عاشر نے گرمجوشی سے اسے گلے لگا لیا۔ ماحول ایک دم سے بدل گیا۔ معافی تلافی کے بعد محبت ان کے بیچ بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ اسی اثناء میں پورچ میں گاڑی آ کر رکی۔ سب کی نظریں آنے والے پر اٹھی ہوئی تھیں۔ نو وارد کو دیکھ کر اذان ارتضیٰ دو قدم آگے بڑھا اور مصافحے کو ہاتھ

بہت ہی ... کیا انسان ہے تو۔ تجھے کہا بھی تھا آج
بینک ضروری پہنچ جانا ہی موبائل آن
رکھنا ہے۔" نو وارد خفگی سے چمکہ چالی کر رہا تھا۔
"سوری یار بھول گیا۔ موبائل چارج پہ لگا ہوا ہے"
اس نے بیچارگی سے شانے اچکائے۔ اس کے شانے پہ
ہلکی تھپکی رسید کرتے نو وارد کی نظریں باقی لوگوں پہ
جیسے ان کی طرف گیا۔

"السلام علیکم انکل۔" آنے والے نے بہت
گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

"سوری بیٹا میں نے تمہیں پہچانا نہیں۔"

"آپ بزنس کی دنیا کے گاڈ فادر ہیں انکل مجھے کہاں
پہچانیں گے۔" وہ ژلور تھا۔ اذان کا فرینڈ۔ گھر کافی آنا
جانا تھا اس کا۔ عاشر اور سینا بھی اس سے متعارف
تھے۔

"بیٹا کچھ دیر پہلے آپ "زی گروپ آف انڈسٹریز"
کے آنر سے ملنے کے خواہشمند تھے نا؟؟ اگر میں غلط
نہیں ہوں تو آپ ہی "زی گروپ آف انڈسٹریز" کے
آنر ہیں؟" ابرار کی یادداشت بڑی غضب کی تھی۔ وہ
ہولے سے مسکرا دیا۔

"کچھ دیر قبل ہم تمہاری ہی باتیں کر رہے تھے۔
بہت کم وقت میں تم نے خود کو منوایا ہے۔ یقیناً اس کے
پیچھے تمہاری انتھک محنت اور کاوشوں کا بڑا عمل دخل
ہوگا۔ مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے تم جیسے باصلاحیت
نوجوانوں سے مل کر۔ اپنے معماروں کو میں تم جیسا ہی
دیکھنے کا تمنائی ہوں۔"

"آپ کے تمام کمنٹ میں کبھی نہیں بھولوں گا۔
تعریفی کمنٹ ہمارے لیے انرجی ہوتے ہیں لیکن
آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ شاعر نے کہا ہے نا۔
/ آئینہ میرا عکس ہے پس آئینہ کوئی اور ہے
تو ہمارے ساتھ بھی کچھ یہی ہے۔ لوگوں کے
سامنے بے شک میں ہوں۔ کام کرنے والے ہاتھ
میرے ہیں مگر جو یہ کام کروا رہا ہے وہ "ماسٹر مائنڈ" یہ
ہے۔" ژلور سامنے سے ہٹ گیا۔ اس کے عین پیچھے
اذان ارتضیٰ تھا۔ جو راز فاش ہو جانے پہ خفیف سا
ہو کر پیشانی پہ انگلی پھیرنے لگا۔ ابرار تو سب ہی
شاکڈ رہ گئے۔

"ریئلی؟" عاشر خوشی آمیز حیرت سے استفسار کر رہا
تھا۔

"اذان پلس ژلور "زی گروپ آف انڈسٹریز"۔" ژلور
شوخی سے گویا تھا۔ بحیثیت فرینڈ وہ اندر کی ٹینشن سے
آشنا تھا۔

"مجھے بہت فخر ہو رہا ہے تم پہ۔" عاشر نے اسے
ساتھ لگا لیا۔

"مجھے تم پہلے ہی مشکوک لگتے تھے۔ تم وہ نہیں ہو
جو نظر آتے ہو بلکہ وہ ہو جو نظر نہیں آتے۔" ابرار نے
اس کے شانے پہ زوردار دھپ رسید کی۔ وہ مسکرا دیا۔

"کبھی کبھی کسی کو پہچاننے میں ہماری نظر دھوکا کھا
جاتی ہے۔" بابا فراخدلی سے قبول کر رہے تھے کہ
کی کان میں موجود ہیرے کی چمک ماند ضرور پڑ جاتی ہے
لیکن جب اس پہ پڑی گرد صاف ہوتی ہے تو اس کی
ضوفشانی ہر نگاہ کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اذان ارتضیٰ بھی
ایسا ہی ہیرا تھا جس نے اپنی گرد صاف کر کے خود کو پالش
کیا تھا۔ اور آج اس کی ضوفشانی سے ہر دل منور ہو گیا
تھا۔

"چہرے پہ اتنا کچھ چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟" عاشر
کی پرستائش کا دوسرا رخ نظر انداز کرتی سینا اس کے
کان کھینچ رہی تھی۔ اس انکشاف نے اسے بھی
مسرت دی۔

"کاش اگر یہ محاذ تم نے پہلے سر کر لیا ہوتا تو آج "دوسرا
محاذ" بھی جیت چکے ہوتے۔" وہ سینا کی بات کا مفہوم
سمجھ گیا تھا۔

"جیت لوں گا بھابھی' اپنے اندر اسپرٹ بہت
ہے۔" اس کی شوخی پہ سینا نے اس کے گال پہ چپت
لگائی۔ اس کی ساحر آنکھیں "دوسرے محاذ" کو سوچ
رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

ماہ رمضان شروع ہو گیا تھا۔ معمولات زندگی میں

تعمیر رونما ہو چکا تھا۔ مساجد و عبادت گاہوں میں رونق بھی بڑھ گئی تھی۔ سحر و افطار کی تیاری میں ہلچل اچھی لگتی تھی۔

اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

"ہیلو آئی ایم ازوان ارتضیٰ۔ میں مسٹر ہادی اذکار سے بات کر سکتا ہوں؟"

"جی میں بات کر رہا ہوں۔"

"مسٹر ہادی میں آپ سے ابھی اور اسی وقت ملنا چاہتا ہوں۔"

"پہلے آپ اپنا مکمل انٹروڈکشن تو کرا دیجیے۔"

"ساری فارملٹیز ہم دونوں کی میٹنگ فیس ٹو فیس۔"

"کوئی ریفرنس؟"

"ہماری میٹنگ پرسنل ہوگی۔"

"پرسنل۔" اک لمحے کو ادھر بھی پہ خاموشی طاری رہی۔

"او کے۔" وہ راضی ہو گیا۔

جگہ اور وقت طے کر کے اس نے موبائل آف کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اک دوسرے کے مقابل تھے۔ گرے جینز بلیک شرٹ اور گرے جیکٹ میں شاندار پرسنالٹی والے شخص کو اپنی میز پہ آتے دیکھ کر ہادی اذکار اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک اسٹائلش پرنٹڈ شرٹ پہ بلیک جینز پہنے ہادی اذکار کو اس نے نظروں ہی نظروں میں سراہا۔

"ہیلو! آئم ازوان ارتضیٰ۔" اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ہادی نے بھی ہاتھ بڑھایا۔

"ابھی میں یہی سوچ رہا تھا میں آپ کو پہچانوں گا کیسے؟ پھر خیال آیا کہ جب میرا نام جانتے ہیں، ملنے کے خواہشمند ہیں تو یقیناً پہچاننے کا فریضہ بھی آپ ہی انجام دیں گے۔" اس نے مسکراتے ہوئے ہادی اذکار کو بغور دیکھا۔

"کیا ہم پہلے بھی مل چکے ہیں؟" استفسار ہوا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ ہماری پہلی باضابطہ ملاقات ہے۔ میں نے آپ کی انگیجمنٹ میں آپ کو دیکھا تھا۔"

"کیا لیں گے آپ؟"

"ہومیڈن چائے۔"

"او کے۔" آرڈر کر کے وہ پھر اک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میں منتظر ہوں۔"

"آپ کی انگیجمنٹ ہو چکی ہے؟"

"بفضلِ خدا۔"

"پیار کرتے ہیں اپنی منگیتر سے؟" پہلی ملاقات میں انتہا پرسنل اور بولڈ سوال۔ ہادی اذکار تحیر سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"انگیجمنٹ ہوئے چند ماہ ہوئے ہیں۔ پیار بھی ہو ہی جائے گا۔ فی الحال تو کمٹ منٹ ہے۔"

"جب آپ پیار نہیں کرتے تو انگیجمنٹ کیسے کر لی؟ انگیجمنٹ اپنے پیار سے ہی اچھی لگتی ہے۔ باقی رہی کمٹ منٹ تو کمٹ منٹ کی دو کیٹگریز ہوتی ہیں۔ نمبر ون کیٹگری کو مادی اور نمبر ٹو کیٹگری کو دلی کہتے ہیں۔ مادی چیزوں سے جب ہم کسی کو اپنا پابند کرتے ہیں تو یہ مادی کمٹ منٹ کہلاتی ہے۔ کسی کے دل میں پیار جگا کر جب کسی کی زندگی بن بیٹھتے ہیں کوئی ہر دم ہمیں چاہتا ہے تو یہ دلی کمٹ منٹ کہلاتی ہے۔ آپ نے کون سی کمٹ منٹ کی ہے؟" گہرے تجربے پہ اس نے ازوان ارتضیٰ کو توصیفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مادی اور آپ نے غالباً "دلی"؟" استفہامیہ نظریں اس کی ساحر آنکھوں میں گڑی تھیں۔ وہ دلکشی سے مسکرا دیا۔

"ہوں۔" ساتھ ہی سر مخصوص انداز میں اثبات میں ہلا دیا۔

"ملیحا میری منگیتر ہے یہ جانتے ہوئے بھی آپ کا دھڑلے سے اقرار مجھے اچھا لگا۔ بریو اینڈ بولڈ پرسنالٹی ہے آپ کی۔"

"اٹس بیسٹ کمپلیمنٹ فاری۔" اس کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ ان کا آرڈر سرو ہو چکا تھا۔ چند ثانیے خاموشی رہی۔

"آپ کی باتوں کے پس منظر میں نے ایک [illegible]
ان کا سوال سنا ہوں؟" منحنی کے مگ پہ انگلی پھیرتے
ہوئے۔ بکلس بلی تھیلے میں ڈپ کر کے منہ
میں ڈالتے ہوئے اس نے اشتیاق ظاہر کیا۔
"آپ ملیحا میں انٹرسٹڈ ہیں۔ شاید ملیحا بھی۔
آپ کی کراس کے باعث آپ سیٹ ہو گئے اور یوں میری
راہ ہموار ہو گئی۔" منحنی میں شوگر مکس کرتے ہوئے وہ اس
کے بے تکلف انداز سے لگنے پر بے ساختہ ہنس دیا۔
"آپ کافی سے زیادہ انٹیلی جنٹ ہیں۔
آپ کا کمپلیکشن ماشاء اللہ کافی فیئر ہے
پھر بھی تو آپ کو "رقیب روسیاہ" نہیں کہہ سکتا۔
آپ کو زحمت دینے کا مقصد ساری سچویشن آپ کے
نوٹس میں لانا تھا۔ اب جب آپ سب جان چکے ہیں،
اس پوائنٹ سے باخبر ہیں۔ منگیتر سے کوئی دلی
وابستگی بھی نہیں ہے تو آپ ہم دونوں کے بیچ سے ہٹ
کر ہمیں ایک ہونے کا موقع فراہم کریں تاکہ ہم آپ
کے شکر گزار رہیں۔" بات کے اختتام میں اس نے
کافی کا کپ لیا۔
"ورنہ...؟" ہادی اذکار نوڈلز مہارت سے فورک پہ
پرو رہا تھا۔
"ورنہ..." اس نے ارد گرد نظریں دوڑاتے مگ
میز پہ رکھ دیا۔
"ہو سکتا ہے۔ جو فورک آپ کے ہاتھ میں ہے
اس سے آپ کی آنکھیں نکال دوں۔ یہاں سے نکلتے
ہی آپ کو حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے۔ آپ
خدانخواستہ معذور بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی نہ ہوا تو عین
شادی والے روز آپ کڈنیپ بھی ہو سکتے ہیں۔ بارات
نہ آنے کے باعث عزت کا خیال کرتے میرے دلہا
بننے کے چانس بھی بن سکتے ہیں۔" وہ گویا تھا اور ہادی
اذکار ہنستے ہوئے پانی کی تلاش میں نظر دوڑا رہا تھا۔ اس
نے گلاس بھر کر اس کی طرف بڑھایا۔
"کتنے برے خیالات ہیں میرے بارے میں؟"
اس نے مزا لیا۔

"خیالات اچھے ہو سکتے ہیں اگر آپ راستے
سے نکل جائیں۔" اسفند ... کی
نہ رہی۔
"بدلے میں آپ کوئی ڈیمانڈ کرنا چاہتے ہیں؟
شرائط پیش کرنا چاہتے ہیں تو مجھے وہ بھی منظور ہوں گے۔"
اب وہ اپنے لیے نوڈلز نکال رہا تھا۔
"منظور اگر میں دستبردار ہونے کے بعد کچھ انعام
دینا چاہوں تو...؟" وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا
تھا۔
"کیا مطلب؟" ہادی نے میز پہ رکھ کر استعجاب بھری
نظریں اس پہ مرکوز کر دیں۔ گلاس میز پہ رکھتے وہ گویا
ہوا۔
"تم نے بجا فرمایا تھا دوست انگیجمنٹ اپنے پیار
سے اچھی لگتی ہے۔ میرا پیار کوئی اور ہے۔ ملیحا ممی
کی پسند ہے۔ فضا میری فرسٹ کزن ہے۔ میرا پیار۔
ہمارے بیچ وہی پیسل پرابلم ہے امیری غریبی۔ مما
نے فورس کر کے انگیجمنٹ کرائی۔ میں نے بھی اس
شرط پہ کہا تھا کہ سیکنڈ میرج فضا سے ہوگی۔ گو کہ ملیحا
کے ساتھ زیادتی ہوتی۔ میں کسی مناسب موقع کی
تلاش میں تھا اور قدرت نے — فراہم کر دیا۔ تم
نے ایک ٹینشن سے میری جان چھڑائی۔ اب بولو کیا
انعام لو گے؟"
"انٹرسٹنگ۔" وہ محظوظ ہوا۔
"رقیب کی نسبت سے میں کافی برے خیالات
ساتھ لایا تھا مگر تم واقعی بہت اچھے ہو۔ اگر میری کوئی
سالی ہوتی تو میں تمہیں ہم زلف ضرور بناتا۔ خلش
رہے گی تم سے کوئی رشتہ نہ جوڑ سکا۔" اذان ارتضیٰ
اور ہادی اذکار، دو بے حد زبردست بندے ایک
دوسرے کے لیے مخلص تھے۔
"تمہاری خلش میں دور کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم
انٹرسٹڈ ہو۔"
"کیسے؟"
"چاہو تو میری ہونے والی بیوی کو بہن بنا لو اس نسبت
سے تم میرے سالے بن سکتے ہو۔ لیکن تم جیسے

ویڈنگ ڈریس کے لیے سارے کا رشتہ بچھ ہے متعلق لگ رہا ہے۔" ارون ارتضیٰ کی ہنسی سماعت اور بھرپور

"تم پاس آ سکتی ہو۔ سب ساتھ جا سکتے ہیں۔"

"بہتر ہوگا ابھی نہیں۔ سوچا جا سکتا ہے۔"

"معلوم کر لو کہ کب تک میں تم سے ملنے کا خواہشمند رہوں گا۔"

"تم ملنا چاہو یا نہ چاہو میں پھر بھی تم سے کبھی کبھی ضرور ملوں گا۔" ہادی کے لہجے میں پیار بھری دھونس تھی۔

"ہم بس پیور فارمل۔ تم جیسے اچھے دوست یونہی نہیں ملتے پگلی۔" دونوں اٹھ کھڑے ہوئے

"ہادی اتم پیچھے لگے۔" وہ اپنی گاڑی میں براجمان تھا۔

"ساتھ چلتے ہیں۔" اس نے اپنی گاڑی اس کے ساتھ کھڑی کی۔

"نہیں۔ میرا ایکسیڈنٹ کروانے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔" وہ شوخی سے بولا تھا اور پھر دونوں کا قہقہہ گونج اٹھا۔

☼ ☼ ☼

تم ملتے نہیں تھے
مجھے بھی بہت کام ہے
کانٹیکٹ تک نہیں کرتے
میرا فون بھی خراب ہے
تمہیں ہے دوستوں سے ملنے جانا
میری شام بھی کسی کے نام ہے
تمہیں طور طریق ہیں اب بھی بھاتے
سو مجھ پہ اب حرام ہے
ربط توڑنا ہے تو توڑ بھی دو
مجھ کو چھوڑنا ہے چھوڑ بھی دو
کوئی انتظار نہ تم سے کروں گی
وعدے قسمیں نہ یاد دلاؤں گی
سنو!
تم جو انا پرست ہو
ہم کو بھی انا کا زعم ہے

ترک تعلق کر کے بھی یاد وہ بھی لگتی ہیں کسی کی تنہائی ہوتی ہیں۔ سماعتیں کسی کی صدا کی منتظر رہتی ہیں۔ دل بے اختیاری ظاہر کرتی ہے کہ دل میں بسنے والا شخص کھرا ہے اور اسے ملنا آسان نہیں ہے۔

رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ چل رہا تھا۔ عید قریب آرہی تھی۔ شاپنگ سینٹرز اور ٹیلرز کی دکانوں کا رش دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے شہر کی پوری آبادی اک جگہ جمع ہو گئی ہو۔ ملیحہ ہارون کی مصروفیت بھی بڑھ گئی تھی۔ عید کے بعد چونکہ شادیوں کا سیزن ہوتا ہے۔ سو آج کل وہ برائیڈل ڈریسز کے ڈیزائنز "ایمبرائیڈری ورک" کمپلیشن میں بے حد مصروف تھی۔ عبادات و کلام دونوں ہو رہے تھے۔ بظاہر سب کچھ ٹھیک تھا مگر کہیں کچھ کمی تھی۔ اک تشنگی تھی۔ جو بڑھتی جارہی تھی۔ دل ہر دم اک ہی نام کا ورد کرتا رہتا تھا۔ انگیجمنٹ کے بعد عموماً شب و روز بدل جاتے ہیں۔ منگیتر کے ساتھ آؤٹنگ ہوٹلنگ فون پر رابطہ رہتا ہے۔ شروع میں ہادی اکبر نے ڈنر کی آفر کی تھی۔ جواب میں اس نے انکار کر دیا تھا۔ اک بار اس نے کال بھی کی۔ گو کہ دونوں کا انداز فارملٹی نبھانے والا ہوتا تھا۔ سو کوئی دلی وابستگی نہ ہو سکی۔ رنگ تو وہ اسی رات اتار چکی تھی۔ اپنی جگہ بنانے کی نہ ہادی نے کوشش کی نہ اس نے بلکہ اس کے رابطہ نہ کرنے پہ وہ اس کی شکر گزار تھی۔ اسے منافقت کرنا نہیں آتا تھا۔ نہ وہ کرنا چاہتی تھی۔

رمضان المبارک کے دن تھے اور اسے پچھلے سال کے شب و روز یاد آرہے تھے۔ ارون ارتضیٰ روز سحری پہ اسے کال کر کے اٹھاتا تھا۔ وہ "اٹھ گئی ہوں۔" کہہ کر پھر سو جاتی تھی۔ نجانے کیسے اسے خبر ہو جاتی تھی کہ وہ سو گئی ہے۔ تب وہ دوبارہ کال کرتا تھا۔

"لڑکی! اٹھ جاؤ سحری کا وقت ختم ہونے میں بیس منٹ باقی ہیں۔"

"جب دس منٹ باقی رہیں تب فون کرنا۔" وہ شان سے کہتی اور وہ اس کی ڈھٹائی پہ تاسف سے کہتا۔

"بس ذرا سے پیار کر بیٹھا ہوں۔"

"اچھا تو سری دیکھ لو۔" وہ چڑ گئی اور وہ کھلکھلا کر ہنس کے رہ گیا۔

اب تب سحری کے وقت اس کے کان منتظر رہتے کہ شاید وہ کال کرے۔ شاید ملنے آجائے اس کی بے رخی اسے اندر سے ختم کر رہی تھی۔ وقت نے اسے تھکا دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

عینی اذکار کے گھر سے معذرت کے ساتھ رنگ بھیج دیا گیا تھا۔ پپا اور ابرار کے لیے اچنبھے کی بات تھی۔ اذون ارتضیٰ عاشر سیتا کو اعتماد میں لے کر اصل حقیقت سے باخبر کر چکا تھا۔ وہ دونوں آئے بیٹھے اور پپا کو کنونس کرنے کی پوری ہی کوشش کر رہے تھے۔

اذون ارتضیٰ کی "مسٹری پرسنالٹی" بھی پپا پر کھل گئی تھی۔ سب سے بڑھ کر ملیحہ ہارون کی دگرگوں حالت ان کی نظر میں تھی۔ باپ کی حیثیت سے بیٹی کی خوشیوں کے لیے ہاں کر دی۔ ساتھ ہی طے کیا کہ انتیسویں روزے میں افطار پارٹی کا اہتمام کیا جائے گا ساتھ ہی منگنی کا فریضہ بھی انجام پائے گا۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ اذون ارتضیٰ ان دنوں ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

"پپا بھی کیا ہی اچھا ہوتا جو آپ منگنی کے بجائے نکاح کا پروگرام بھی طے کر آتیں۔"

"زیادہ تیز رفتاری نہ دکھاؤ۔ خود تو محترم کا خوشی سے برا حال ہے اور میری اکلوتی بہن کا ذرا خیال نہیں۔ پرواز کم، سب کو پابند کر دیا ہے۔ خود بھی لاتعلقی برقرار رکھے ہوئے ہو۔ کتنی دلگرفتہ نظر آرہی ہے وہ ان دنوں۔ کم سے کم اسے یہ تو بتا دو کہ وہ اب ہادی کی منگیتر نہیں رہی۔" سیتا اس کی کلاس لے رہی تھی۔

"رمضان المبارک کا آخری عشرہ چل رہا ہے۔ بس کچھ دنوں ہی کی تو بات ہے۔ آپ پلیز اسے بے خبری رہنے دیں۔ رہی لاتعلقی کی بات تو کچھ تو اسے بھی ہماری اہمیت کا اندازہ ہو۔" سیتا چپت لگا کر چلی گئی۔ اس کے موبائل کی اسکرین پر ملیحہ کی مسکراتی تصویر محفوظ تھی۔ اسکرین پر ہاتھ پھیرتے وہ اس سے ہم کلام تھا۔

"زندگی! جانتا ہوں ہجر کے یہ پل یہ ساعتیں کس طرح تم پہ بھی گراں گزر رہی ہوں گی۔ بس کچھ دنوں کی بات ہے۔ پہلے تمہیں اپنے نام کی رنگ پہنا دوں پھر جلد ہی ایسا کام کروں گا کہ دوری کا شائبہ بھی نہ رہے گا۔"

☼ ☼ ☼

ستائیسویں کی بابرکت رات اپنے دامن میں بے شمار فضیلتوں کو سمیٹے ہر سال آتی ہے۔ بے مراد حاجت مند بنتی گداؤں۔ اس رات اللہ اپنے ہر بندے کی دعا قبول کرتا ہے۔ بشرطیکہ نیت نیک ہو۔ لبوں پہ اثر اور دل میں تڑپ ہو۔ جو مانگا ہو صدق دل سے تمام سوز سے نکال کر مانگا ہو۔ وہ تو ازل سے جھولی بھرتا آیا ہے۔ اس کی بارگاہ میں کس چیز کی کمی ہے۔ جو دان کرنے سے ہچکچائے۔ انتیسواں روزہ تھا۔ حسب روایت پپا نے اس بار بھی افطار پارٹی کا اہتمام کیا تھا۔ گھر کے خوبصورت لان میں سب ہی موجود تھے۔ ملیحہ ہارون تھوڑی دیر کو اس ہنگامے کا حصہ بنی پھر اس کا دل نہ لگا۔ کچن میں اکیلے روزہ افطار کر کے نماز مغرب ادا کر رہی تھی۔

"لیجیے! یہ ڈریس چینج کر لو۔ بیوٹیشن نیچے ہے تمہیں تیار کرے گی۔" وہ جائے نماز لپیٹ رہی تھی جب سیتا وہ تین ڈبے اٹھائے بیڈ روم میں داخل ہوئی۔

"ڈریس تیاری۔ کیا مطلب؟" وہ متعجب تھی۔

"بھئی تمہاری عیدی آئی ہے سسرال سے۔ وہ لوگ بضد ہیں کہ تمہاری کچھ تصویریں بنوائیں گے۔" سیتا اپنا رول بڑی اچھی طرح نبھا رہی تھی۔

"ایسا کوئی پروگرام تو نہیں تھا۔" وہ "سسرال" کا

سن کر ہی کوفت کا شکار ہو گئی۔
"اب بن گیا ہے، ورنہ کرو۔" وہ ملانے لگی۔
"عشاء کی نماز ادا کی ہے۔" اس کا موڈ نہیں بن رہا تھا۔

"صرف ایک گھنٹے کی تو بات ہے۔ عیدی کی شاپنگ تمہارے مستقبل کے "انموں" رنگ کی ہے، ذرا سوچو بھی بے چارے "اتفاق" بھی ٹوٹ سکتا ہے۔" وہ بھینچے لب کے ساتھ اسے سن رہی تھی۔ ضبط کرتے کرتے تنگ آگئی تھی۔ جبر کی بھی اک حد ہوتی ہے۔ بناوٹی مسکراہٹ تھکانے لگی تھی۔ دل چاہا تمام چیزیں اٹھا کر باہر پھینک دے۔ لیکن جس کے لیے تڑپ رہی تھی وہ تو چپ سادھے بیٹھا تھا "ہم روٹھے ہم چھوٹے" کے مصداق یقیناً کسی ملک کی سیاحت میں غرق ہوگا۔ یہ اس کا ذاتی خیال تھا۔ بے دلی سے ڈبہ کھولا۔ اس کی نظریں ساکت رہ گئیں۔ لائٹ پنک کلر کا بے حد دیدہ زیب لہنگا سوٹ تھا۔ سماعت میں ازون ارتضیٰ کے جملے گونج رہے تھے۔

"جس دن ہماری منگنی ہو نا اس دن تم لائٹ پنک لہنگا پہننا۔ تم پر ہر رنگ اچھا لگتا ہے۔ مگر جب تم لائٹ پنک کلر پہنتی ہو تو تم سے میری نگاہیں پلٹنے سے انکار کر دیتی ہیں۔ ساحر آنکھیں میری ہیں مگر ان کھڑیوں میں جادو تم کر رہی ہوتی ہو۔" سر جھٹک کر اس نے اس صدا سے پیچھا چھڑایا۔ میچنگ سینڈل، چوڑیاں، جیولری دیکھ کر اس نے سر تھام لیا۔

"دو بندوں کی پسند اس حد تک میچ کر سکتی ہے؟"

دل میں اٹھتے درد کو دباتی وہ واش روم میں داخل ہو گئی۔ باہر بیوٹیشن نے قلیل وقت میں بڑی تیزی سے اس کے تیکھے روپ کو مزید تیکھا کیا تھا۔ سینا کے ساتھ ساری کزنز اندر داخل ہو چکی تھیں۔

"اتنی حسین تو تم کبھی نہیں لگیں۔ یہ رنگ تو جیسے بنا ہی تمہارے لیے ہے۔ ماننا پڑے گا بھئی کسی نے دل سے شاپنگ کی ہے۔" سینا نظر اتارتی نظروں سے گویا تھی۔

"حنا! یہ مزید گجرے بھجوائے ہیں اس کے "انموں" نے ساتھ ہی کہا گیا ہے کہ یہ پھول کھول سے لپٹ کر حسین تر لگتی ہے۔" یہ کہتی کو مٹھی گجرے پکڑاتے سینا بھی تیزی سے کوا تھی۔ اس نے بالوں میں خوشبو دار پھولوں کے گجرے لگائے اس پہ اس کی آنکھ جو بھول گئی تھی اسے ابھرانے کا اندھا دھند ہو چکا تھا۔

"آپی! یہ عیدی کم اور بارات کی تیاری زیادہ لگ رہی ہے۔" وہ جھنجھلا رہی تھی۔

"اک چھوٹو ونگ، اچھا ہے نا تمہاری پریکٹس بھی ہو جائے گی۔" عزن کی شوخی پہ وہ سب کھلکھلا دیں۔ کزنز کے جھرمٹ میں اس کا رخ لان کی طرف تھا۔ ارد گرد موجود کزنز بیڈ ل سجی میں مگن قہقہے لگا رہی تھیں اور اس کا دل چاہ رہا تھا۔ خود کو ان تمام لوازمات سے آزاد کر کے صحرا میں نکل جائے۔ یہ شور، ہنسی، قہقہے اعصاب چٹخا رہے تھے۔ دل کا موسم اچھا ہو تو ہر رنگ کھلا نظر آتا ہے۔ تبھی تیاری ابھی "کسی اور" کے لیے ہوتی تو وہ خود کو بے حد ہلکا محسوس کرتی جبکہ جسم پہ موجود بیش قیمت لہنگا سوٹ اسے آہنی لگ رہا تھا۔ سب کے قدم لان کے وسط میں جا کر رک گئے۔ دائیں بائیں لان مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔ سامنے سے لڑکوں کا جھرمٹ ان کے قریب آکر رک گیا۔ اس کی سکس سینس نے بڑے زور کا الارم بجایا۔ مخصوص کلون کی خوشبو نے اسے بے چین کر دیا۔ کزنز ویڈیو کیمرہ اور فوٹو گرافی کے فن کا مظاہرہ شروع کر چکے تھے۔ جھجکتے ہوئے اس نے جھکی پلکیں اٹھائی تھیں۔ ہادی اذکار مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ پل بھر کی سوچ اس پہ ہنس رہی تھی۔ سرسری نظر میں اس نے تمام لڑکوں کا جائزہ لیا اور نگاہیں ہادی اذکار کے بائیں پہلو میں موجود دایاں ہاتھ سینے پہ پھیلائے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی لبوں پہ رکھے سرشار نظروں سے اپنی طرف دیکھتے ازون ارتضیٰ کو نیم وا لبوں سے دیکھ رہی تھی۔ دل بڑے زور سے دھڑکا تھا۔ آنکھیں ساکت رہ گئی تھیں۔ وہ کچھ کہہ بھی نہ پائی سینا نے رنگ نکال کر ازون ارتضیٰ کو تھمایا۔

"سرپرائز!" سب نے تان لگائی۔ ازون ارتضیٰ دو

چپکے سے اسے دیکھ رہی تھی۔ آسمانی شلوار میں ہم رنگ نظر آ رہے وہ ... کمال جرأت سے بائیں ہاتھ کی ... اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ ... حواسوں میں نہ رہی تھی۔ یہ چوئیشن ... تھی۔ تیر بھرا روپ بے حد اچھا لگ رہا ... مسکراتی نظر ڈال کر بائیں ہاتھ کی انگلی میں رنگ ڈالتے ہوئے بولے۔

"... تمہاری اس انگلی میں صرف میرے نام کی ... جائے گی۔" اپنے قول کی تکمیل پہ وہ سرشار ... دباؤ ڈال کر اس نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ ... کی توجہ پہ اچنبھے سے اپنی انگلی پہ نظر ڈالی جہاں ... مہندی کی رنگت اپنی خوش قسمتی پہ نازاں تھی۔ بینا ... لگ اسے تھمایا۔ رنگ ہاتھوں میں تھامے وہ ... عجب تھی۔ وہ ہاتھ پھیلائے منتظر تھا۔

"... سے کھڑے ہیں راہوں میں، نظر کرم ..." دیر پہ ہادی کے ساتھ لڑکوں نے صدا لگائی ... کی۔ اس نے خاموشی سے اپنے گرد موجود ... اور ابرار کو دیکھا۔ اس کی جھجک کو دیکھ کر ہی اس ... قریب آ گئے۔

"... رسم پوری کرو بیٹا۔" پپا کا ہاتھ سر پہ آ رکا تھا۔ اس ... ساری حسیات ارتکاز ہو گئیں۔ اس کے پھیلے ہاتھ پہ ... نے انگلی میں سرعت سے رنگ ڈالا تھا۔ بمشکل تھوڑی دیر وہ برداشت کر سکی۔ پھر بینا سے اندر جانے کے لیے اصرار کرنے لگی۔ "تھوڑی دیر اور" کرتے ... بھی پورا گھنٹہ لگ گیا تھا۔ وہ ساری کڑیاں جوڑ توڑ کر ہلکان ہونے لگی۔

"یہ کیا ہے یہ سب؟" کمرے میں آتے ہی تیر کو ... مل گئی۔

"مجھے نیچے بہت کام ہے۔ بھیج رہی ہوں۔ مسٹری ... کو وہی بتائے گا تم کو۔" بینا جا چکی تھی وہ شل ... آئی تو بالکنی میں نکل آئی۔ نظریں آسمان کے چاند پہ اٹھیں تو یاد آیا۔ آج شاید چاند رات ہو۔ جو کچھ تھوڑی دیر پہلے ہوا اگر وہ نہ ہوتا تو پیچھے جاتے بھی یہ دو کے نکلنے نہ نکلنے سے دلچسپی ہوتی۔ ابھی تو صرف ایک ہی سوال تنگ کر رہا تھا۔

"یہ سب کیسے ہوا؟"

"چاند کو چاند ڈھونڈنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟" اس نے آتے ہی بے ساختہ گفتگو کا آغاز کیا۔ منڈیر سے پشت ٹکائے دونوں ہتھیلیاں منڈیر پہ رکھے پرشوق نظروں سے اس کے سراپے کا جائزہ لے رہا تھا۔ تنی تنی سی بے حد اچھی لگ رہی تھی۔

"تھوڑی دیر پہلے تم نے کون سا ڈرامہ رچایا، کیا بچے؟ کیا ہے یہ سب؟"

"لائٹ پنک لہنگے سوٹ میں ڈھیروں گجروں میں لپٹی تم اتنی حسین لگ رہی ہو کہ اس وقت رومینٹک ہونے کے علاوہ مجھے کچھ اور سوجھ نہیں رہا ہے۔ سحر انگیز رات اور تنہائی میں کیا گزری باتوں کو دہرا کیں کو تو حکایت دل سناؤں؟" وہ شریر انداز پہ غضبناک نظروں سے گھورنے لگی۔ اسے پرسکون کرنے کو وہ ہر حقیقت سے پردہ اٹھاتا چلا گیا۔

"بھائی کی بے حسی کا تعلق کا بدلہ میں خود سے لے رہا تھا شاید میں خود کو مکمل تباہ کر لیتا۔ پہلی بار جب میں تم سے ملا تو میرے نظریے میں تبدیلی واقع ہونا شروع ہو گئی۔ انہی دنوں میں نے اپنے لیے، اپنے کیریئر کے لیے سوچنا شروع کیا۔ آئے تو دیکھو کوئی بھی پیرنٹس نٹ بونچے والدہ کو ایکسپٹ نہیں کرتے۔ میں نے اسٹرگل کی خود کو منوایا۔ تمہارے لیے جس پہ غلطی کی کہ میں نے پرانا تاثر زائل نہ کیا۔ جس کے باعث ہادی بیچ میں آ گیا۔ بھائی کو غلطی کا احساس ہوا تب میں نے جانا کہ بعض اوقات خاموشی سب سے بڑی برائی ہے۔ اگر میں پہلے ہی اپنی چپ توڑ کر بھائی کو زیادتی کا احساس دلاتا تو شاید وہ نہ ہوتا جو ہوا۔ خونی رشتوں سے محبت مانگنا کوئی بری بات نہیں۔ اپنے ہونے کا احساس دلاتے رہنا چاہیے۔ پھر میں ہادی سے علاوہ مجھے دعائیں دیتے نہیں تھک رہا ہے کہ تم سے جان چھوٹی۔" وہ سنجیدگی سے کہتے پٹڑی سے اتر گیا۔ قاتل آنکھیں

مجھ سے کہیں زیادہ خوش ہوا۔

"آج میں وہ اپنی کزن فضا میں اترا شنہ سے اب ہم بہت اچھے دوست ہیں۔" وہ کہتا جا رہا تھا اور سکون اس کے اندر پھیل رہا تھا۔ پل بھر میں ساری بدگمانی دھل گئی۔

"مجھے یہ سب پہلے بھی تو بتا سکتے تھے اگر جو مارے حیرت کے میرا ہارٹ فیل ہو جاتا؟ تمہارا کیا ہے چل دیتے کسی اور کو رنگ پہنانے۔"

"اتنی بدگمانی؟" اس نے سیدھا ہو کر ہاتھ سینے پہ باندھ لیا۔ مسکراتی نظریں اس کا طواف کر رہی تھیں۔ وہ کھڑا جو اس کے بے حد قریب تھا۔ عین اسی وقت "چاند نظر آ گیا" کا شور اٹھا۔ دونوں کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ شوال کا باریک چاند بدلیوں سے نکل رہا تھا۔ نیا چاند اپنے ساتھ ان کی دائمی خوشیوں کی نوید لایا تھا۔ آنکھیں بند کر کے دونوں نے ایک ہی دعا کی تھی ان کی رفاقت کا ہر لمحہ خوشیوں سے معمور رہے۔ آسمان کے چاند سے نظر پھیر کر اس نے اپنے چاند کو بھرپور نظروں سے دیکھا۔ دعا کو ہاتھ اٹھائے پلکیں موندے ہلتے لب دعا گو تھے۔ چمن میں پرویا رنگ آج بھی اس کے گلے کی زینت بنا ہوا تھا۔ تیسری انگلی میں اس کے نام کی رنگ جھلملا رہی تھی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" ہاتھ چہرے پہ پھیر کر استفسار کیا۔

"ناحق لوگوں نے محبت کو بدنام کیا ہوا ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ تمہاری محبت نے مجھے سنوار دیا ورنہ نجانے میں آج کہاں ہوتا۔" اس شخص کی خاموشی، جدائی نے اسے کتنا بے کل کیا تھا آج جب اس کے روبرو جنون و محبت کا اظہار کر رہا تھا تو دل کی بستی میں گلاب رت اتر آئی۔

"جدائی کے لمحوں میں مجھے کھلا میں کچھ بھی نہیں تمہارے بغیر؟" اعتراف جنوں کا دلکش انداز تھا "کوئی دوسری نہیں ملی؟" چڑاتے ہوئے اس نے خاموشی سے اس ساحر کو دیکھا۔ جو ہر پل جادو کرتا تھا۔ مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس نے اس کی تیسری انگلی کو تھام لیا "ہم بھی کمال ہیں" محسوسات کا اظہار اس نے بے ساختہ گنگناتے ہوئے کیا۔

روز کہوں میں باتیں تم سے
دل چاہے ملاقاتیں تم سے
بن تیرے دل مضطر جیسے
صبحیں اور شامیں تم سے

اس کی انگلی میں موجود رنگ کو دائرے میں گھماتے نرمی سے دباؤ ڈالا۔ ساحر آنکھیں اقابل آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں۔

"مس کیا تھا؟"

"نہیں۔"

"فراموش کر دیا تھا؟"

"نہیں۔"

"پیار کرتی ہو مجھ سے؟"

"نہیں۔"

"شادی تو کرو گی نا؟" تپ کے اسے دیکھا۔

"نہیں۔" جواب اٹل اور دو ٹوک تھا۔

"واٹ؟" ایک دم سے چیخا۔ اس کے شانے پر رکھے وہ مسکرا رہی تھی۔ موتیا کی خوشبو نے انھیں اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ معصوم انداز اظہار پہ اس کے لب بے ساختہ مسکرا دیے۔ "نہیں۔" کا مفہوم سمجھ آ گیا تھا۔

"جینئر کے ساتھ رہ کر جینئر بن گئی ہوں۔" مسکراہٹ بھرپور اور بے ساختہ تھی۔

"چاند مبارک۔" دھیرے سے گویا ہوئی۔ اس کا ہاتھ اس کے آنچل تلے تک گیا۔ دوسرا بازو وجود کے گرد تھا۔ بائیں طرف سر جھکاتے اس کے سر سے اپنا سر ہولے سے ٹکراتے سرگوشی کی۔

"تمہیں ازدواجی ارتضیٰ مبارک۔" اس کی کھنکتی ہنسی بے ساختہ اور بھرپور تھی۔